بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

آئینہ انجمن

رجب المرجب، 1445ھ، فروری 2024ء

شمارہ نمبر: 60

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

اس شمارے میں

نمبرشمار	عنوان	صاحب تحریر	صفحہ نمبر
01	فرمان باری تعالی و فرمان نبوی ﷺ	----	02
02	اداریہ۔۔۔رحماء بینھم	ڈاکٹر محمد الیاس	03
03	حمد باری تعالی و نعت رسول پاک ﷺ	افتخار/ریاض الدین	06
04	ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدام القرآن	ڈاکٹر اسرار احمد	07
05	اقتباس نگران انجمن خدام القرآن	شجاع الدین شیخ	08
06	ربط ملت۔ وقت کی سب سے بڑی ضرورت	راحیل گوہر صدیقی	09
07	ندامت کے آنسو۔ خطاکار کا قیمتی سرمایہ	حافظ محمد اسد	12
08	یہود و نصاری کی حقیقت۔ قرآن حکیم کی روشنی میں	سعد عبداللہ	16
09	رسول اللہ ﷺ کا انداز تنبیہ (چھٹی۔۔۔قسط)	مولانا محمد آصف	19
10	معرکۂ روح و بدن (پہلی۔۔۔قسط)	ریان بن نعمان	23
11	روداد برائے دورۂ قرآن اکیڈمیز	طالبہ سال اول	26
12	انجمن خدام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں	ماہانہ رپورٹ	28
13	شعبہ ملٹی میڈیا	ماہانہ رپورٹ	31

فرمان الٰہی جل جلالہ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○.(الفاتحہ: 07)

ترجمہ : "ان کی راہ نہیں جو مغضوب ہوئے۔ نہ ان کی جو گمراہ ہو کر بھٹک گئے۔"

تشریح : "مغضوب علیہ" گروہ "منعم علیہ" کی بالکل ضد ہے۔ کیونکہ انعام کی ضد غضب ہے اور فطرت کائنات کا قانون یہ ہے کہ راست باز انسانوں کے حصے میں انعام آتا ہے۔ نافرمانوں کے حصے میں غضب۔ "گمراہ" وہ ہیں جو راہ حق نہ پا سکے اور اس کی جستجو میں بھٹک گئے۔ پس مغضوب وہ ہوئے جنھوں نے راہ پائی اور اس کی نعمتیں بھی پائیں، لیکن پھر اس سے منحرف ہو گئے اور نعمت کی راہ چھوڑ کر محرومی و شقاوت کی راہ اختیار کرلی۔ گمراہ وہ ہوئے جو راہ ہی نہ پاسکے اس لیے ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں اور صراط مستقیم کی سعادتوں سے محروم ہیں۔ "مغضوب علیہ" کی محرومی، حصول و معرفت کے بعد انکار کا نتیجہ ہے اور گمراہ کی محرومی جہل کا نتیجہ۔ پہلے نے پاکر روگردانی کی اس لیے محروم ہوا، دوسرا پا ہی نہ سکا اس لیے محروم ہے۔ محروم دونوں ہوئے مگر یہ ظاہر ہے کہ پہلے کی محرومی زیادہ مجرمانہ ہے۔ کیونکہ اس نے نعمت حاصل کر کے پھر اس سے روگردانی کی۔ اسی لیے اسے مغضوب کہا گیا اور دوسرے کی حالت صرف گمراہی کے لفظ سے تعبیر کی گئی۔ (ترجمان القرآن۔۔۔ از ابوالکلام آزاد)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ. (متفق علیہ)

ترجمہ : "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کو (نماز کے لیے) مسجد گیا یا شام کو گیا اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں خصوصی ضیافت تیار فرمائیں گے جتنی مرتبہ بھی وہ صبح یا شام کو (مسجد) جائے گا۔"

تشریح : یہ حقیقت ہے کہ روزانہ پابندی کے ساتھ پانچوں وقت مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اتنا عظیم دین کا کام (عبادت) ہے کہ جو مسلمان اس کی پابندی کر لیتا ہے اس کے لیے اور دین کے کاموں (عبادتوں) کی پابندی آسان ہو جاتی ہے اور جو مسلمان پنج وقتہ نماز باجماعت کی پابندی نہیں کرسکتے وہ اور دین کے کاموں (عبادتوں) کی پابندی بھی نہیں کرسکتے اور فرض عبادتوں تک کو ترک کرنے کے مجرم اور گنہگار ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالی نماز کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ "اور تم (دین کے تمام کاموں میں) مدد حاصل کرو ثابت قدمی اور نماز سے بلاشبہ نماز (پڑھنا) بہت زیادہ گراں (اور دشوار) ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو یقین ہے کہ ان کو (مرنے کے بعد) اپنے رب کے سامنے ضرور پیش ہونا ہے اور وہ (دنیا سے) اسی کے پاس لوٹ کر جائیں گے (اور سب سے پہلے نماز کے متعلق ہی سوال ہوگا)" (البقرۃ: 46- 45) (خیر الصالحین۔۔ مولانا ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ)

رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

آج "انسان" سے زیادہ اہم "کام" اور "چیزیں" ہو گئی ہیں۔ ایک بڑا دھوکا یہ ہے کہ ہمیں دوسروں کی ضرورت نہیں ہم خود ہی کافی ہیں۔ پوری دنیا میں Individualism بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ہر انسان Independent زندگی گزارنا چاہتا ہے اور اتنے وسائل، اسباب اور ذرائع اکٹھے کرلینا چاہتا ہے کہ اسے کبھی کسی دوسرے کی ضرورت نہ پڑے۔ آج مہنگائی سے بڑا بحران یہ ہے کہ انسان سیکڑوں ٹیلی فون کانٹیکٹس اور ہزاوں سوشل میڈیا کانٹیکٹس ہونے کے باوجود حقیقی تعلق سے محروم ہے۔ انسان واقف کاروں کے ہجوم میں تنہا زندگی گزار رہا ہے۔ انسان تعلقات کو بوجھ سمجھتا ہے اور آزاد اور من پسند زندگی گزارنے کے لیے ان تعلقات سے جان چھڑانا چاہتا ہے جبکہ اچھے اور مضبوط تعلقات انسان کی ایک اہم ضرورت ہیں۔

دنیا میں دو ہی جماعتیں ہیں حزب اللہ اور حزب الشیطان۔ تنظیم اسلامی حزب اللہ کا حصہ ہے اور حزب اللہ میں شامل افراد کے باہمی تعلق کو قرآن میں رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی ہم رفقاء کے درمیان رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ والا تعلق پیدا فرما دے۔

"رُحَمَآءُ" کا مادہ ر ح م ہے اور فَعِيۡلٌ کے وزن پر اس مادہ سے رَحِيۡمٌ بنتا ہے جس کی جمع رُحَمَاءُ ہے جیسے شَهِيۡدٌ کی جمع شُهَدَاءُ ہے۔ چناچہ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ کے معنی ہوئے مسلسل ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا معاملہ کرنے والے۔

بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ان دو صفات الرحمن اور الرحیم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے یعنی "ر ح م" لیکن دونوں کے وزن میں فرق ہے "رحمان" فعلان کے وزن پر ہے جس میں سمندر کا سا جوش و خروش اور ولولہ ہے لیکن "رحیم" فعیل کے وزن پر ہے جس میں دریا کا سا تسلسل اور دوام ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالی کی صفات ہیں۔ اللہ تعالی نے انسانوں کو ایسا بنایا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی صفات کو appreciate کر سکیں۔ بانی محترم ان دونوں صفات کے فرق کو واضح کرنے کے لیے ایک مثال بیان کرتے تھے کہ اگر ہماری آنکھوں کے سامنے روڈ پر ایک موٹر سائیکل کا ایکسیڈنٹ ہو جائے جس پر سوار والدین موقع پر ہلاک ہو جائیں جبکہ ان کا چھوٹا بچہ سڑک پر گرا تڑپ رہا ہو، تو اسے دیکھ کر ہمارے دل میں جو رافت اور رحمت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، یا رحم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دل میں اٹھتا ہے اور ہم دوڑ کر بچے کو گود میں اٹھا لیتے ہیں کہ اس کے درد کا درماں بن جائیں، تو گویا یہ رحمان کی صفت کی ایک ذرا سی جھلک ہے جو ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ لیکن چند دن اس بچے کو پالنے کے بعد ہمارا رحمت کا جذبہ آہستہ آہستہ کم ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ ٹھاٹیں مارتا ہوا رحمت کا جذبہ مسلسل رہے تو یہ رحیم کا وصف ہے۔

اللہ تعالی الرحمان بھی ہے الرحیم بھی ہے اور اسی طرح اللہ تعالی چاہتا ہے کہ یہ جذبہ اللہ کو ماننے والوں میں بھی ایک دوسرے کے لیے پیدا ہو

جائے۔ مفسرین رحمان اور رحیم کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی رحمان الدنیا اور رحیم الآخرۃ ہے۔ یعنی دنیا میں اللہ کی رحمت عام ہے کوئی مسلمان ہو یا کافر، اللہ کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو لیکن اللہ تعالی کی رحمتیں اس کے لیے ہر وقت جاری رہتی ہیں۔ اللہ اپنے نافرمان بندوں سے عموماً روٹی نہیں چھینتا، ان کا رزق نہیں بند کرتا البتہ یہ ضرور ہے کہ انہیں سجدہ کرنے اور عبادت کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔ دنیا میں اللہ کی رحمت عام ہے اور ہر کوئی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جبکہ اس کا تسلسل اور دوام اہل ایمان کے لیے ہے اور وہ آخرت میں بھی اللہ کی رحمت کے امیدوار اور حقدار ہوں گے۔ اللہ تعالی کے ننانوے اسمائے مبارک بیان ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک "الرحیم" ہے۔ اسی طرح محمد ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے بھی ایک اسم مبارک "الرحیم" ہے۔ اللہ اور رسول دونوں کے لیے رحیم کی صفت بیان ہوئی ہے گویا اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی جو صفات ہیں ان کا ایک عکس اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندوں میں بھی ہو۔ میں اور آپ اس صفت کو اختیار کریں کہ ہم رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنی ایک دوسرے کے لیے انتہائی رحمت کا جذبہ رکھنے والے اور مسلسل رحم کرنے والے بن جائیں۔ آمین

حزب اللہ کے افراد کیسے ہونے چاہئیں صحابہ کرام اس حوالے سے ہمارے لیے رول ماڈل ہیں اور ان کی یہ صفات ہم میں بھی مطلوب ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ صفات ہم سب کے اندر پیدا ہو جائیں۔ آمین۔ سورۃ الفتح کی 29 ویں آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ "محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں" یہ اتنا بڑا شرف جو صحابہ کو حاصل ہوا یہ آپ ﷺ کی صحبت و مصاحبت کا ثمرہ ہے۔ اسی سبب صحابہ کرام نے انبیاء کے بعد سب سے عظیم مرتبہ پایا۔

اس آیت میں صحابہ کی پہلی صفت اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ بیان فرمائی یعنی "وہ کفار پر سخت تھے" اس کا مطلب یہ نہیں کہ ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے یا غصے سے بات کرتے تھے بلکہ دراصل صحابہ کرام کفار کے لیے نرم چارہ نہیں تھے نہ تو بڑی سے بڑی قیمت یا لالچ انہیں خرید سکتی تھی اور نہ بڑی سے بڑی دھمکی اور خوف انہیں سیدھے راستے سے ہٹا سکتی تھی۔ گویا وہ فولاد کے چنے تھے جن کو چبانے کی کوشش کر کے اپنے دانت تو توڑے جا سکتے تھے لیکن ان کو چبایا نہیں جا سکتا تھا۔

اس آیت میں صحابہ کی دوسری صفت رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ "آپس میں ایک دوسرے پر بڑا رحم کرنے والے" بڑے مہربان، صحابہ کی ان دونوں صفات کو علامہ اقبال نے کس شان سے بیان فرمایا ہے کہ

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ.(موطا امام مالک)

اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا کہ میری محبت واجب ہو گئی ان لوگوں کے لیے جو میری وجہ سے باہم محبت کرتے ہیں میری وجہ سے باہم مل بیٹھتے ہیں، میری وجہ سے ایک دوسرے سے ملاقات کو جاتے ہیں، میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

اِنَّ اللَّهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِي، اَلْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي.(صحيح مسلم)

کہاں ہیں میری عزت و جلال کی خاطر باہم محبت کرنے والے؟ آج کے دن میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا جبکہ کوئی اور سایہ نہیں ہے

سوائے میرے سائے کے۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا.(صحیح مسلم)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں نہیں داخل ہوسکتے جب تک ایمان والے نہ بن جاؤ اور تم ایمان والے اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔

مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ.(صحیح مسلم)

اہل ایمان کی مثال باہمی محبت اور لطف و کرم میں ایک جسم کی سی ہے۔

خنجر چلے کسی پر تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

حکمت و دانش

ختم نبوت کی عملی دلیل

آئیڈیل لائف اور نمونۂ تقلید بننے کے لیے جو حیاتِ انسانی منتخب کی جائے ضرور ہے کہ اس کی سیرت کے موجودہ نقشہ میں یہ چار باتیں پائی جائیں، یعنی تاریخیت، جامعیت، کاملیت اور عملیت، مقصد یہ نہیں کہ دیگر انبیا علیہم السلام کی زندگی اُن کے عہد اور زمانہ میں اِن خصوصیات سے خالی تھیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اُن کی سیرتیں اُن کے بعد عام انسانوں تک پہنچیں، یا جو آج موجود ہیں، وہ اُن خصوصیات سے خالی ہیں اور ایسا ہونا مصلحتِ الٰہی کے مطابق تھا تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ وہ انبیا محدود زمانہ اور متعین قوموں کے لیے تھے، اس لیے اُن کی سیرتوں کو دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ تک محفوظ رہنے کی ضرورت نہ تھی۔ صرف محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کی قوموں کے لیے اور قیامت تک کے لیے نمونۂ عمل اور قابلِ تقلید بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ کی سیرت کو ہر حیثیت سے مکمل، دائمی اور ہمیشہ کے لیے محفوظ رہنے کی ضرورت تھی اور یہی ختمِ نبوت کی سب سے بڑی عملی دلیل ہے۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

(خطبات مدارس از سید سلیمان ندوی)

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کرو ابتدا جب کسی کام کی رکھو یاد دل میں اسی نام کی
زباں سے کہو وہ خدا ایک ہے یقیں جان لو وہ خدا ایک ہے
مرا وہ خدا ہے بڑا بے نیاز ہر ایک کام کا ہے وہی کارساز
کسی کا بھی لوگو نہ وہ باپ ہے جو بیٹا کسی کا نہ وہ آپ ہے
نہیں اس کا ہمسر کوئی دوسرا وہی سارے عالم کا ہے بادشاہ

افتخار راز

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رحمت برس رہی ہے محمدؐ کے شہر میں ہر شے میں تازگی ہے محمدؐ کے شہر میں
ہر ایک بھر رہا ہے یہاں دامنِ مراد مخلوق آرہی ہے محمدؐ کے شہر میں
دولت سکوں کی ہم ہر جگہ ڈھونڈتے رہے آخر یہ مل گئی ہے محمدؐ کے شہر میں
ہر سمت آرہی ہیں صدائیں درود کی اک دھوم مچی ہے محمدؐ کے شہر میں
ایسا لگا کہ سامنے خود آگئے حضورؐ اک نعت جب پڑھی محمدؐ کے شہر میں
روشن ہیں جس کے نور سے دونوں جہاں ریاض ایسی شمع جلی ہے محمدؐ کے شہر میں

علامہ ریاض الدین سہروردی

ملفوظاتِ صدرِ مؤسّس انجمن خدّام القرآن، کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

حُب مال

ہمارے عوام سے لے کر خواص تک سب الا ماشاء اللہ سب سے زیادہ جس محبت میں مبتلا ہیں وہ ہے مال کی محبت! مال کی محبت تقاضا کرتی ہے کہ اِسے حاصل کرو، جہاں سے بھی ہو اور جس ذریعے سے بھی ہو، آج کا مسلمان مال کی محبت میں دیوانہ ہورہا ہے۔ حلال و حرام کی تمیز معدوم کے درجے میں آگئی ہے۔ اللہ کا قانون اور شریعت کا ضابطہ کہتا ہے کہ حرام ذرائع سے مال مت حاصل کرو لیکن مال کی محبت کہتی ہے کہ کیسا حلال، کیسا حرام؟ جو آسودہ حال ہیں، ان پر مزید کمانے کی ہوس سوار ہے، جھوٹ سے حاصل ہو، سودی لین دین سے حاصل ہو، اسمگلنگ سے حاصل ہو، بلیک مارکیٹنگ سے حاصل ہو، ارتکازِ مال سے حاصل ہو، منشیات کی خرید و فروخت سے حاصل ہو، خورو نوش کی اشیاء میں ملاوٹ سے حاصل ہو یا نقلی اور جعلی ادویات بنانے سے حاصل ہو۔ اِن کو حصول مال میں ان چیزوں کے حرام ہونے کی سرے سے پرواہ ہی نہیں، جو اوسط آمدنی کے حامل ہیں یا ملازمت پیشہ ہیں اُن پر بھی اپنا معیارِ زندگی بلند کرنے کی دھن سوار ہے۔ رشوت آج هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا بن گئی ہے، بلکہ اُس کو ھذا من فضلِ ربی سے منسوب کر کے جسارت اور ڈھٹائی کی آخری حدوں کو بھی پھلانگ لیا گیا ہے۔ دیانت وامانت، ایفائے عہد اور احساسِ ذمہ داری عنقا ہیں۔ جو لوگ غریب اور مزدور یا کاشت کار طبقے سے متعلق ہیں وہ حسد و نفرت کا شکار ہیں۔ کام چوری ان کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے۔ اُٹھائی گیری، کم تولنا، کم ماپنا ان کے معمولات میں شامل ہو چکا ہے۔ غرض کہ حبّ مال نے پوری طرح ہمارے معاشرے کے ہر فرد کے ذہن پر پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔ (حقیقت واقسام شرک)

اقتباسِ نگرانِ انجمن خُدّامُ القرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

منافقانہ طرز عمل

وہ لوگ جن کے سامنے دین کا جامع تصور واضح ہوجائے کہ دین صرف انفرادی زندگی کے معاملات کے حوالے سے رہنمائی نہیں دیتا بلکہ یہ زندگی کے تمام گوشوں کے لیے رہنمائی دیتا ہے اور یہ اپنے ماننے والوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ خود بھی اللہ کی بندگی کریں، دوسروں کو بھی اللہ کی بندگی کی دعوت دیں اور بندگی والے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد بھی کریں۔ یہ بات جن کی سمجھ میں آجائے وہ بھی اگر دنیا کی محبت میں ڈوب کر اللہ کے دین کے تقاضوں سے فرار اختیار کرتے ہیں تو قرآن ان کے اس طرزِ عمل کو بھی مرض اور نفاق قرار دیتا ہے۔ یعنی اللہ کے دین کی دعوت اور اقامتِ دین کی جدوجہد سے راہِ فرار اختیار کرنا بھی منافقانہ طرزِ عمل ہے۔ احادیث میں منافقین کی کچھ علامات بھی بیان ہوئی ہیں جیسے جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، خیانت کرنا، جھگڑا ہوجائے تو گالم گلوچ کرنا وغیرہ۔ منافقین پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑا بھاری گزرتا ہے کیونکہ دل میں یقین نہیں ہوتا۔ اسی طرح سورۃ النساء میں بیان ہوا ہے کہ منافقین پر اللہ کی راہ میں ہجرت کرنا اور قتال کرنا بڑا بھاری گزرتا ہے۔ اُن کا مزاج اس پر آمادہ نہیں ہوتا۔ آج کتنے لوگ ہیں جو یتیموں، بیواؤں، اور مستحقین پر خرچ کرتے ہیں بلکہ مستحقین کا حق کھا جاتے ہیں۔ دنیا میں کتنا ہی خود کو چھپالیں لیکن روزِ قیامت خود اُن کے ہاتھ، پیر، زبان اور دوسرے اعضا اُن کے خلاف گواہی دیں گے۔

(خطاب جمعہ، اکتوبر 2023ء، مسجد جامع القرآن، لاہور)

ربطِ ملت ۔۔ وقت کی سب سے بڑی ضرورت

راحیل گوہر صدیقی

معاون شعبۂ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

عالمِ اسلام کو کفر کی یلغار سے بچانا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے، عالمی استعماری قوتوں نے عالمِ اسلام کے وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے، قیادت بھی استعماری قوتوں کی مرضی کی ہے، اس سے نجات کا واحد راستہ امت کی حقیقی وحدت میں مضمر ہے۔ آج امت مسلمہ کا اصل مرض ہی ٹوٹ پھوٹ ہے۔ جب امت میں ٹوٹ پھوٹ ہو جائے تو اس کی قوت و استحکام میں اضمحلال اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور ایک با مقصد اجتماعیت کی جگہ افتراق و انتشار کا رنگ غالب آجاتا ہے، عالمِ اسلام کو اس وقت سب سے بڑا خطرہ افتراق و انتشار کا ہی ہے۔ کہیں لا دینیت کا پرچار ہے، کہیں قوم پرستی کا فلسفہ زور پکڑ رہا ہے، کہیں تہذیب کے نام پر بے حیائی اور فحاشی سر اٹھا رہی ہے۔ اسلام محبت، اخوت، امن و سلامتی اور ترقی و فضیلت کا مذہب ہے، وہ شخص جسے اسلام اور اس کی نصرت و عزت عزیز ہو اس کے لیے راستہ واضح ہے۔ اور جو تحریف کرنا اور اسلام سے وہ چیزیں منسوب کرنا چاہتا ہے جن سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں تو ایسے مسلمان قرآن و سنت کی تعلیمات سے بے گانہ ہیں۔

جب صفوں میں بُنیان مرصوص والی کیفیت نہ ہو تو ایسا گروہ یا امت دشمنوں کے لیے تر نوالہ ثابت ہوتی ہے۔ غیر قومیں تو گھات لگا کر بیٹھی ہوتی ہیں کہ کب اس قوم پر ان کی بداعمالیوں اور اپنے مقصد زندگی سے غفلت کی گرد چھا جائے، کب ان کے قوتِ بازو شل ہوں اور وہ شاخِ بریدہ کی طرح زمین پر آگرے۔ آج امت مسلمہ دنیا کے سامنے بے بس و لاچار کھڑی ہے۔ جس قوم کے سامنے کبھی بڑی بڑی قوتیں اور جاہ و جلال والی حکومتیں گھٹنے ٹیکتی تھیں آج اپنے اعمال بد اور اللہ کی نافرنیوں اور مادہ پرستی کی غلامی کے سبب خود اغیار کے سامنے سجدہ ریز ہوتی رہتی ہیں۔

اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ آج عالمی استعماری قوتوں نے عالمِ اسلام کے وسائل پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور ان کے دستِ راست امت مسلمہ کے مفاد پرست غدار ہیں۔ جن کا نظریہ یہ ہے کہ "چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی" اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ آج اسلامی ممالک میں اسلام کسی سطح پر بھی مکمل طور پر نافذ نہیں۔ اسلام صرف چند عبادات و رسومات تک محدود ہو کر رہ گیا ہے اور اسلامی معاشروں میں اسلام کا ریاستی و معاشرتی نفاذ کا تصور تک ختم ہو چکا ہے۔

جب کسی قوم میں مسلسل غیر یقینی کی کیفیت طاری رہتی ہے تو اس کی تخلیقی صلاحیتوں کے سوتے خشک ہونے لگتے ہیں اور زوال و اضحلال اس کا مقدر بن جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت اچانک پیدا نہیں ہوتی، یہ برسوں کا شاخسانہ ہوتا ہے اور اس میں ایک سے زیادہ عوامل اس کی پشت پر کارفرما

ہوتے ہیں نفسیاتی بھی، سیاسی وسماجی اور اکثر حادثاتی بھی! امت مسلمہ کی موجودہ زبوں حالی چند دنوں یا چند سالوں کا قصہ نہیں ہے بلکہ صدیوں سے امت مسلمہ پر چھائی غفلت، لالچ، حرص و طمع، مفاد پرستی اور دین سے دوری کا منطقی نتیجہ ہے ورنہ تو اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا تھا کہ :

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (آلِ عمران: 139)

ترجمہ : " دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہوگے اگر تم مومن ہو۔ "

مغرب اگر کسی سے خائف ہے تو وہ اسلام ہے۔ اس لیے مغرب کی تہذیبی اور فکری جنگ اب صرف اسلام کے خلاف ہے۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے وہ تمام حربے استعمال کرتا ہے۔ عالمِ اسلام کے وسائل پر قبضہ کرنا، پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر مضبوط تسلط، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنی فکری اہداف کی تکمیل کے لیے آلہ کار بنانا جوان کے ایجنڈے کو پورا کر سکیں انہیں منصب و اقتدار دینا۔ روایتی اور بنیاد پرست مسلمانوں کو دبا کر رکھنے کے لیے ہر قسم کی عسکری اور فکری معاونت مغرب کے ایجنڈے میں شامل سرِ فہرست ہے۔ مغرب کا وتیرہ ہے کہ وہ اپنی قوم کو جگائے رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی ہیجان انگیز کیفیت پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکا جیسی سپر پاور نے اسلام کو دہشت گردی سے جوڑ کر اسے اپنی قوم کے لیے ہوّا بنایا ہوا ہے۔

اسلام میں جہاد کا تصور واضح ہے اسی لیے مسلم حکمرانوں پر اس کو ختم کرنے کے لیے مغرب کی طرف سے مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ انہیں ڈر ہے کہ اگر اسلام کی دبی چنگاری کو ذرا بھی ہوا لگ گئی اور یہ بھڑک کر شعلہ بن گئی تو ان کے خرمنِ تہذیب کو جلا کر بھسم کر دے گی۔ لیکن مقامِ افسوس ہے کہ مسلمان اپنی اس قوت سے یا تو واقف نہیں یا پھر دانستہ اس کی طرف سے چشم پوشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ 57 آزاد اسلامی ممالک مغرب کے سامنے سہمے سہمے سے رہتے ہیں، بھیگی بلّی بنے ہوئے ہیں۔ آج وہ اپنی حیثیت اور مقام و مرتبے کو بھول بیٹھے ہیں اور جب انہوں نے زیادہ سے زیادہ دنیا پانے کے جنون میں اپنے خالق و مالک کو فراموش کر دیا تو ان کے خالق و مالک نے بھی انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ ارشاد ربانی ہے :

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (الحشر: 19)

ترجمہ : " ان لوگوں کے جیسے نہ ہونا جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ایسا کر دیا کہ خود اپنے تئیں بھول گئے، یہ بدکردار لوگ ہیں۔ "

یہ امت انسانیت کی اکائی ہے۔ اس وقت یہ امت مرحومہ نامساعد، ناموافق اور شکست خوردگی کے حالات سے نبرد آزما ہے۔ اس کا اولین تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے ہر پہلو اور ہر جہت سے امت کی شیرازہ بندی کی جائے جس سے دنیا میں مسلمانوں کے لیے امن و سکون اور بقا و سلامتی کا حصول ممکن ہو سکے اور آخرت میں بھی اپنے فرائض منصبی کی ادائی میں کسی کوتاہی کے سبب گرفت نہ ہو سکے۔ امتِ مسلمہ کی حیثیت اور مقام و مرتبہ کو اجاگر کرتے ہوئے ربّ کائنات نے فرمایا :

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران: 110)

ترجمہ : " (مسلمانو! اس وقت) تم ہی بہترین امت ہو جنہیں لوگوں (کی اصلاح وہدایت) کے لیے لاکھڑا کیا ہے، تم لوگوں کو بھلے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ "

اور اس میں جو ایک مسلمان کے قدم مضبوطی سے جمانے والا عمل ہے وہ اتحاد بین المسلمین ہے، سورۃ الشوریٰ کی آیت 13 میں اسی اہم پہلو پر

توجہ دلائی گئی ہے :

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ

ترجمہ :"اُس نے تمہارے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اُس نے نوح کو دیا تھا، اور جسے (اے محمد ﷺ!) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کی ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔"

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ.(صحیح مسلم، رقم الحدیث: 6586)

ترجمہ :"مومن آپس کی محبت ، ہمدردی اور مہربانی میں تنِ واحد کی مانند ہیں کہ جب اس کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو پورا جسم اس کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔"

گویا اس امت کی حیثیت ایک عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔ لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ یہ امت اپنی آفاقی قدروں کو خود اپنی عاقبت نا اندیشی اور قرآن و سنت کی تعلیمات سے روگردانی کے باعث بھلا بیٹھی ہے۔ اور اس محرومی کی کسک کسی مسلمان کے دل میں نہیں اُٹھتی الا ماشاء اللہ! قوموں، فرقوں اور جغرافیائی حدود میں تقسیم ہو کر یہ اپنی مرکزیت کھو چکی ہے۔ امت مسلمہ کو وطنیت، قومی اور نسلی تفاخر نے اجتماعی مفادات کی فکر سے بے گانہ کر دیا ہے۔ اور ان ہی مناقشات میں الجھا کر رکھنا اسلام دشمن قوموں کا موثر ہتھیار رہے۔ چناں چہ اسی فریب زدہ منفی اور گمراہ کن طرزِ عمل نے ان کو زوال و انحطاط کی راہ پر لگا دیا ہے۔ اور ایک ہی دین کے پیروکار اور ذہنی و فکری اعتبار سے امت واحدہ ہونے کے باوجود دور دور ہیں۔ جب تک اپنی اس غفلت اور بے حمیتی کا شعوری احساس کرتے ہوئے اپنی حالت کو سدھارنے کی فکر امت مسلمہ کو نہیں ہوتی وہ دنیا میں اسی طرح ذلیل و رسوا ہوتی رہے گی۔ عزت، وقار اور ہماری کھوئی ہوئی عظمت کوئی ہمیں پلیٹ میں رکھ کر نہیں دے گا۔ خوشیاں اور کامیابیاں دروازہ کھٹکھٹا کر نہیں آتیں اس کے لیے ہمیں خود دروازہ کھول کر باہر نکلنا ہوگا اور اس میں اجتماعیت، فکری و ذہنی ہم آہنگی اور سوزِ دروں لازم و ملزوم ہیں۔

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

ندامت کے آنسو۔ خطاکار کا قیمتی سرمایہ

حافظ محمد اسد

استاذ قرآن اکیڈمی یاسین آباد

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بنی آدم پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ "توبہ کا دروازہ" ہر خاص وعام کے لیے ہر وقت کُھلا رکھا ہے۔ غیر مسلم کے لیے تو خصوصی اعزاز ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہی "نومولود بچے" کی مانند پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ کتنا ہی بڑے سے بڑا گناہ ہو جائے فوری طور پر سچے دل سے توبہ کرلے اور ندامت کے آنسو بہا لے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے فضل واحسان سے پچھلا سب معاف فرما دیتے ہیں۔ اصل میں شیطان ہمیں توبہ کرنے سے روکتا ہے کہتا ہے "ارے احمق روز یہ گناہ کرتا ہے اور معافی مانگتا ہے شرم کر کس منہ سے معافی مانگتا ہے" چناں چہ انسان مایوس ہوکر توبہ کرنا ترک کردیتا ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد الہ آبادی یہ اشعار فرمایا کرتے تھے کہ:

میں اسی منہ سے جاؤں گا	شرم کو خاک میں ملاؤں گا
ان کو رو رو کے میں مناؤں گا	اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

یعنی گناہ اور قصور تو انسان کی فطرت میں شامل ہے، کیا اس کی وجہ سے اللہ کا دربار چھوڑ دیا جائے اور اللہ کا دربار چھوڑ کر جائے پناہ بھی کہاں ہے جس کا سہارا لیا جائے، اس لیے تمام گنہگار اللہ سے توبہ کریں اور ندامت کے آنسو بہا کر اللہ سے معافی مانگیں وہ یقیناً معاف کرے گا اور خطاؤں کو بخش دے گا۔ آپ ﷺ کی ذات مبارک گناہوں اور خطاؤں سے پاک تھی، آپ ﷺ معصوم عن الخطا تھے، اس کے باوجود آپ ﷺ کثرت سے توبہ کرتے تھے محض ہماری تعلیم کے لیے۔ لہذا ہمیں بھی زیادہ توبہ واستغفار کرنا چاہیے، کیوں کہ ہم سے چھوٹے بڑے بے شمار گناہ شب وروز ہوتے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا إِلَى اللهِ، فَإِنِّيْ اَتُوْبُ فِيْ الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ.(صحيح مسلم، رقم الحديث: 2702)

ترجمہ: "اے لوگو! خدا کے سامنے توبہ کرو، کیوں کہ میں دن بھر میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

وَاللهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، وَاَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً.(صحيح البخاري، رقم الحديث: 6307)

ترجمہ: "اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے سامنے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔"

آپ ﷺ کے ستر مرتبہ توبہ واستغفار کے عمل سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کسی گناہ پر ایک مرتبہ توبہ کرنے کے بعد پھر سے وہی گناہ ہوجائے تو پھر سے توبہ کرلی جائے، اس میں شرم کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک گناہ کا بار بار ارتکاب ہورہا ہے بلکہ متعدد مرتبہ غلطیوں سے استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس توبہ واستغفار کے نتیجہ میں گناہ کو ترک کرنے کا داعیہ پیدا کردیا جاتا ہے۔

ہاں یہ بات قابل غور ہے کہ گناہ پر اصرار یعنی بے فکری اور بے خوفی کے ساتھ گناہ کرتے رہنا اور توبہ بھی نہ کرنا، بلکہ اس پر قائم و دائم رہنا بڑی بدبختی اور بہت برے انجام کی نشانی ہے اور ایسا عادی مجرم اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں، اس لیے احادیث میں گناہ پر ندامت اور توبہ کی تاکید کی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہمیں اس بات کا احساس رہتا ہے کہ ہم سے دن بھر میں کتنے گناہ سرزد ہو رہے ہیں؟ اور کیا ہمیں گناہ کے فوراً بعد اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق ہوتی ہے؟ اگر نہیں تو لمحہ فکریہ ہے کیونکہ موت سامنے کھڑی ہے اور کس وقت معاملہ پلیٹ دیا جائے کچھ خبر ہی نہیں ہے۔ اصل میں توبہ "ندامت" کا نام ہے اور جب گناہ کا احساس تک نہ ہو تو ندامت کیسے ہو؟ احساسِ گناہ کا نہ ہونا ایک خطرناک "روحانی بیماری" ہے کیونکہ اس میں مبتلا مریض اپنی اصلاح نہیں کرتا اور بالآخر گناہ کرتے کرتے وہ وقت آجاتا ہے کہ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

جس کو جناب رسول کریم ﷺ نے یوں واضح فرمایا ہے:

إِنَّ العَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ.(سنن ترمذی، رقم الحدیث: 3334)

ترجمہ: "بے شک، جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے، تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل میں لگا دیا جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ چھوڑ دیتا ہے اور استغفار و توبہ کرتا ہے، تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ (بغیر توبہ کیے ہوئے) دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس نقطہ میں زیادتی کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص توبہ و استغفار نہ کرے، بلکہ مستقل گناہ کرتا ہے، تو سیاہ نقطہ بڑھتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے، پھر حق قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ غور کریں تو توبہ سے غفلت کی وجہ گناہوں کا وہ ماحول ہے جس میں ہماری اکثریت ملوث رہتی ہے مثلاً فلمیں، ڈرامے دیکھنا، شادی بیاہ میں آلات موسیقی اور مخلوط محافل کا ہونا، اسمارٹ موبائل کا بے جا استعمال، اس کے ساتھ ساتھ معیشت کے اعتبار سے سودی کاروبار اور دھوکا دہی کرنا، رشوت کا لین دین، ناپ تول میں کمی، مادی عیش کی ہوس ہونا اور دنیا ہی کے غم میں رات دن گھلتے رہنا، یہ وہ ماحول ہے جس میں آخرت کا خیال آنا تو درکنار گناہ کا احساس تک ختم ہو جاتا ہے نتیجتاً برائی بری نہیں لگتی بلکہ (کچھ عرصے اس ماحول میں رہتے رہتے) برائی سے منع کرنے والوں کو برا سمجھا جاتا ہے، گویا کانوں اور آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں، عقل و حواس کھو جاتے ہیں۔ اب ایسے افراد کا سننا، دیکھنا، چلنا پھرنا گویا جانوروں کی طرح ہے۔ بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہو کر مستحق آگ بن جاتے ہیں۔ سورۃ الاعراف میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ (آیت: 179)

ترجمہ: "اور ہم نے جنات اور انسانوں میں سے بہت سے لوگ جہنم کے لیے پیدا کیے۔ ان کے پاس دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں۔ وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ جانوروں میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی آیات سمجھنے، دیکھنے اور سننے کی قوت ہی نہیں لہٰذا اگر وہ نہ سمجھیں تو معذور ہیں لیکن انسان کے

اعضا میں یہ قوت ہے، پھر بھی وہ اس سے کام نہیں لیتے لہٰذا وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔ بظاہر یہ آیات کفار کے بارے میں ہے لیکن ایسے مسلمان جو اپنا معاملہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے (سچی توبہ کے ذریعے) درست نہیں کرتے۔ اُن کا معاملہ بھی بالآخر دل پر مہر اور گمراہی پر ہی تمام ہوتا ہے اور بعض اوقات عقیدے کی خرابی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گناہ پر ڈٹے رہنا اور اپنی غلطی نہ ماننا شیطان کی سی خصلت ہے جبکہ اپنی گناہ پر ندامت کے آنسو بہانا آدم علیہ السلام کی صفت ہے۔ سب سے پہلے توبہ کا طریقہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمارے جد امجد (حضرت آدم اور اماں حوا علیہما السلام) کو سکھایا تھا۔ اور اس واقعہ کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے کلام میں متعدد مرتبہ بیان کیا ہے، جس سے ابلیسیت اور آدمیت کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔ ندامت کے آنسو خطا کار کے لیے کتنا قیمتی اثاثہ ہیں اس بات کا اندازہ لگانے کے لیے یہ روایات قابل غور ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ اَضَلَّهُ فِي اَرْضِ فَلَاةٍ.(صحیح بخاری، رقم الحدیث: 6309)

ترجمہ: "اللہ پاک اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص کے مقابلے میں زیادہ خوش ہوتا ہے، جس نے اپنا اونٹ پالیا ہو، حالاں کہ اس نے اس کو ایک چٹیل میدان میں گم کر دیا تھا۔"

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

التَّائِبُ مِنْ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ.(سنن ابن ماجة، رقم الحديث: 4250)

ترجمہ: "گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کے جیسا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل اور احسان اس درجے اپنے بندوں پر بڑھا ہوا ہے کہ وہ توبہ کی صورت میں فرشتوں کو بھی وہ گناہ بھلا دیتے ہیں۔

اِذَا تَابَ الْعَبْدُ اَنْسَى اللّٰهُ الْحَفَظَةَ ذُنُوبَهُ وَاَنْسَى ذَالِكَ جَوَارِحَهُ وَمَعَالِمَةَ مِنَ الْأَرْضِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَاهِدٌ مِّنَ اللّٰهِ بِذَنْبٍ.(جامع الصغیر، ج اول ص۲۱)

ترجمہ: "یعنی بندہ جب توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالی اس کے گناہ ملائکہ (کراماً کاتبین) کو بھی بھلا دیتا ہے اور جن اعضا سے گناہ ہوا تھا ان اعضا سے بھی بھلا دیتا ہے اور جہاں جہاں زمین پر گناہ ہوئے تھے زمین کے نشانات بھی مٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے گناہ پر کوئی گواہی دینے والا نہ ہوگا۔"

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمارے گناہوں کو مٹانے کے لیے ملائکہ کو بھی استعمال نہیں کیا بلکہ اپنی طرف نسبت فرمائی کہ انسی اللہ یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بھلا دے گا۔ اس کا راز کیا ہے؟ تاکہ فرشتے قیامت کے دن طعنہ نہ دے سکیں کہ تم تھے تو نالائق مگر ہم نے تمہاری خطاؤں کو مٹا دیا تھا۔ فرشتوں کے احسان سے اپنے بندوں کو بچایا اور اپنے غلاموں کی آبرو رکھ لی۔ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں گذرا جو کسی پھانسی کے مجرم کو معاف کر دے اور کہہ دے کہ اس کی جتنی فائلیں ہیں وہ بھی ختم کر دو۔ دنیا کے بادشاہ ایسا نہیں کرتے، وہ اگر معاف بھی کرتے ہیں تو ان کے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی عدالتوں میں اس کے جُرم کا ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو معافی دیتے ہیں، اس کے تمام گواہ اور دستاویزات اور اس کے جرائم کا تمام ریکارڈ ختم کر دیتے ہیں۔ دیکھ اللہ تعالی کیسے کریم ہیں، ان کے کرم کے مقابلہ میں دنیا کے سلاطین کہاں سے کرم لائیں گے، کیا شان ہے اس کریم سلطان السلاطین کی۔ (بحوالہ التشرف فی احادیث التصوف)

ان فضائل کے بعد بھی اگر کوئی شخص "رجوع الی اللہ" میں کوتاہی کا ارتکاب کرے تو اس سے بڑا نادان کوئی نہ ہوگا۔

البتہ اس کیفیت کا حصول کہ "احساس گناہ" پیدا ہوجائے ۔ یہ کیسے ہوگا؟ یاد رکھیں ایسا نہیں ہوگا کہ برے ماحول میں رہیں اور ہم نیکوکار بھی بن جائیں ۔ اچھے نتائج اُسی وقت برآمد ہوں گے جب انسان اچھی صحبت اختیار کرے گا۔ اور اچھی صحبت علمائے کرام اور اللہ والوں کی مجالس میں شرکت کرنے سے حاصل ہوتی ہے، ایک بہتر صورت یہ بھی ہے کہ خطاب جمعہ میں اہتمام کے ساتھ شرکت کو لازمی سمجھیں، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کا (تشریحات کے ساتھ) بغور مطالعہ کریں ۔ عموماً خواتین کو ایسے مواقع کم حاصل ہوتے ہیں۔ لہذا مردوں کو چاہیے کہ اپنے گھر کی خواتین اور بچوں کی دینی تعلیم کے لیے وقت معین کریں ۔ اور اس میں ناغہ نہیں کریں۔ ایک اور کام یہ کہ بچوں پر ان کے دوستوں کے حوالے سے بھی کڑی نظر رکھیں تاکہ بری صحبت سے بچے محفوظ رہیں۔ عمومی طور پر ہمارے مرد حضرات دن کا زیادہ وقت دنیا کمانے کی بھاگ دوڑ میں ہی لگا دیا کرتے ہیں جس کی وجہ سے بچوں پر توجہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ یاد رکھیں مقدر کا رزق مل کر رہے گا، آپ کو بھی اور آپ کی اولاد کو بھی۔ اصل آخرت کی تیاری ہے جس کے بارے میں بازپرس کی جائے گی۔ التجا ہے کہ خدارا اپنے بچوں کی دنیا ہی نہیں بلکہ آخرت بنانے کی بھی فکر کریں۔ آج کے بچے کل ملک وملت کے معمار بنیں گے، ان کی تعلیم و تربیت اسلامی خطوط پر ہوگی تو ان کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گے، ان شاء اللہ۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نبوی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پورے اخلاص کے ساتھ رجوع الی اللہ کی فکر کو ہمارے طرز عمل کا لازمی حصہ بنادے ۔ آمین یارب العالمین ۔

قرآن کا کارنامہ، ایک جملے میں بیان کیجیے، تو یہ ہے کہ اس نے صحابہ کرام کے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا اور توحید، معاد اور رسالت پر یقین محکم کی کیفیت پیدا کر دی۔ لیکن اس سے اس ہمہ گیر تبدیلی کا اندازہ نہیں ہوتا جو قرآن حکیم کی بدولت ان کی زندگیوں میں برپا ہوگئی تھی، اس لیے کہ قرآن نے ان کا فکر بدلا، سوچ بدلی، نقطۂ نظر بدلا، اقدار بدلیں، عزائم بدلے، اُمنگیں بدلیں، شوق بدلے، دلچسپیاں بدلیں، خوف بدلے، اُمیدیں بدلیں، اخلاق بدلے، کردار بدلے، خلوت بدلی، جلوت بدلی، انفرادیت بدلی، اجتماعیت بدلی، دن بدلا، رات بدلی، حتیٰ کے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ کے مصداق آسمان بدلا، زمین بدلی، الغرض پوری کائنات بدل کر رکھ دی، اور اس پوری تبدیلی کا ذریعہ اور آلہ ہیں قرآن حکیم کی آیاتِ بینات! بقول اقبال:

بندۂ مومن ز آیاتِ خداست ایں جہاں اندر بر اُو چوں قباست
چون کہن گرد و جہانے دربرش می دہد قرآن جہانے دیگرش!

تبدیلی اگر حقیقی اور واقعی ہو تو اس کی کوکھ سے لازماً تصادم اور کشمکش جنم لیتے ہیں جن کے مراحل تبدیلی کی نوعیت اور مقدار کی نسبت سے کم و بیش ہو سکتے ہیں۔ ایمان نے جو تبدیلی صحابہ کرام میں پیدا کی اُس نے تصادم اور کشمکش کو جنم دیا اس کے جملہ مدارج و مراحل کا جامع عنوان ہے "جہاد فی سبیل اللہ۔"
(قرآن اور جہاد)

یہود و نصاریٰ کی حقیقت ۔۔ قرآن حکیم کی روشنی میں

سعد عبداللہ

استاذ قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد، حیدر آباد

حالیہ اسرائیل و فلسطین تنازع میں تقریباً تین ماہ سے اسرائیل انسانی آبادیوں، ہسپتالوں، اسکولوں اور کیمپوں پر انتہائی وحشیانہ انداز میں بمباری کر رہا ہے، زیرِ حراست افراد کو قتل کرنے کے بعد ان کے جسمانی اعضا کو بھی چوری کر رہا ہے اور دنیا کے مسلمہ جنگی قوانین کی انتہائی بے شرمی سے خلاف ورزی کر رہا ہے، اس ننگی جارحیت پر دنیا کا نام نہاد امام امریکہ نہ صرف اسرائیل کے خلاف ہر طرح کی قرارداد کو ویٹو کر رہا ہے بلکہ اب تک اسرائیل کو سینکڑوں اسلحہ سے بھرے جہاز، مالی امداد اور جنگی ماہرین بھی مسلسل فراہم کر رہا ہے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق امریکی صدر نے ہنگامی بنیادوں پر اسرائیل کو مزید اسلحے کی فروخت کی منظوری دی ہے جس کی بنیاد پر صہیونی وزیرِ اعظم نیتن یاہو نے غزہ پر یکطرفہ جارحیت کئی مہینوں تک جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔

اس پس منظر میں قرآنِ حکیم کی چند آیات کا مطالعہ کرتے ہیں جس میں ربِ کائنات نے مسلمانوں کے بدترین دشمن یہود و نصاریٰ کی حقیقت 14 صدیوں پہلے ہی کھول کر واضح کر دی ہے:

مسلمانوں کی دشمنی میں سر فہرست:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا.(المائدة : 82)

ترجمہ: "تم ضرور بالضرور پاؤ گے لوگوں میں اہلِ ایمان کا سب سے سخت دشمن یہود اور مشرکین کو۔"

1947 سے بھارت کے کشمیریوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ اور لاکھوں کشمیریوں کی شہادت اور 1948 سے اسرائیل کے فلسطینیوں پر مظالم کی داستان اس آیت کی حقانیت کے لیے کافی ہیں۔ نیز بھارت اسرائیل سے کشمیریوں کی نسل کشی اور جبری انخلا کے لیے نہ صرف تربیت لیتا ہے بلکہ اس کے مہیا کیے ہوئے ہتھیار بھی کشمیر میں استعمال کرتا ہے۔

یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے کبھی راضی نہیں ہوں گے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (البقرة: 120)

ترجمہ: "اور ہرگز نہیں تم (مسلمانوں) سے راضی ہوں گے یہود و نصاریٰ یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔"

اس آیت کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسلم دنیا کے حکمرانوں نے یہود و نصاریٰ بالخصوص امریکہ کو خوش کرنے کے لیے ہر وہ کام کیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کرنے والا ہے۔ تازہ ترین مثال چند عرب حکمرانوں کا اسرائیل کو باضابطہ تسلیم کرنا اور اکثر کا درپردہ لیکن اس کے باوجود وہ ان کی خوشنودی حاصل نہ کر سکے۔

یہود کا غیر یہود سے متعلق عقیدہ :

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِدِيۡنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيۡكَ اِلَّا مَا دُمۡتَ عَلَيۡهِ قَآٮِٕمًا ‌ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا لَيۡسَ عَلَيۡنَا فِى الۡاُمِّيّٖنَ سَبِيۡلٌ‌ ۚ وَ يَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَ هُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ○ (آلِ عمران: 75)

ترجمہ : "اوران (اہلِ کتاب) میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار امانت کے طور پر رکھوا دو تو وہ تمہیں واپس نہیں کریں گے جب تک تم ان کے سر پر نہ کھڑے رہو۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر امیین (غیر یہود) کے معاملے میں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا اور وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور یہ سب کچھ جانتے بوجھتے کرتے ہیں۔ "

اس آیت کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہود دنیا کی بقیہ اقوام کو Gentiles یعنی انسان نما حیوان کہتے ہیں اسی لیے دنیا کی دیگر اقوام بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ ان کا سلوک اس عقیدہ کا اظہار ہے۔ یہودی ایک دوسرے کے ساتھ سودی لین دین نہیں کرتے جبکہ پوری دنیا کو انہوں نے سود کے جال میں جکڑا ہوا ہے نیز آج اسرائیل جس بہیمیت کے ساتھ ہسپتالوں، اسکولوں اور مہاجر کیمپوں پر بمباری کر رہا ہے اس سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ وہ بقیہ لوگوں کو انسانیت کا درجہ نہیں دیتے جبکہ اپنے ایک یہودی کو دشمن کی قید سے رہا کرانے کے لیے سینکڑوں فلسطینیوں کو آزاد کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کے عزائم :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِيۡعُوۡا فَرِيۡقًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ يَرُدُّوۡكُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ كٰفِرِيۡنَ ○ (آلِ عمران: 100)

ترجمہ : "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اہلِ کتاب کے ایک فریق کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر بنا دیں گے۔ "

دنیا جہاں میں عیسائی مشنریز دنیا کے ساز و سامان کی لالچ دے کر یہی فریضہ انجام دے رہے ہیں جنہیں دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں بھرپور مالی معاونت فراہم کر رہی ہیں نیز قادیانی فتنہ بھی انگریز کے زمانے میں اسی کی سرپرستی میں پروان چڑھا اور آج بھی یہود و نصاریٰ کی بھرپور مدد سے برگ و بار لا رہا ہے۔

یہود و نصاریٰ کی حقیقت :

لَنۡ يَّضُرُّوۡكُمۡ اِلَّاۤ اَذًى‌ ؕ وَاِنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ يُوَلُّوۡكُمُ الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا يُنۡصَرُوۡنَ ○ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ‌ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ‌.(آلِ عمران : 112 - 111)

ترجمہ : "اور وہ (یہود و نصاریٰ) تمہیں ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے سوائے خفیف سی اور اگر وہ تم سے جنگ کریں گے تو پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے پھر ان کو مدد بھی نہیں ملے گی۔ چمٹ گئی ہے ان کے اوپر ذلت جہاں کہیں یہ نظر آئیں گے سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی پناہ میں آجائیں یا انسانوں کی اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہیں اور محتاجی ان سے چمٹ گئی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو بغیر وجہ کے قتل کر دیتے ہیں۔ "

یہود کی پوری تاریخ اس بزدلی سے بھری ہوئی ہے جو مندرجہ بالا آیت میں بیان کی گئی ہے۔ یہودی بنیادی طور پر ایک بزدل قوم ہے اور یہ بزدلی ان

میں دنیا پرستی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ حالیہ اسرائیل فلسطین جنگ میں اسرائیل نے پہلے کئی دنوں تک ہر ممکن کوشش کی کہ فضا سے اتنے بم برسائے جائیں کہ جب ان کی افواج زمینی آپریشن کے لیے داخل ہوں تو کم سے کم مزاحمت ہو اور دو بدو جنگ کی نوبت ہی نہ آئے۔

یہود و نصاریٰ کے دلوں میں بغض :

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ○ (آلِ عمران: 118)

ترجمہ : "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کسی غیر کو اپنا رازدار نہ بنانا، یہ لوگ تمہاری خرابی (فتنہ انگیزی) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو کچھ (کینہ) ان کے سینوں میں پوشیدہ ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔"

وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○ (آلِ عمران: 119)

ترجمہ : "اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں غصے کے سبب، کہہ دیجیے کہ تم اپنے غصے میں مر جاؤ۔ بیشک اللہ تعالیٰ سینوں کے رازوں کو خوب جاننے والا ہے۔"

ان آیات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے سینے مسلمانوں کی نفرت سے لبریز ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں افغانستان اور عراق میں لاکھوں مسلمانوں کو جھوٹا بہانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔ مشرقِ وسطیٰ بالخصوص شام میں اسرائیل کی درپردہ سازشوں اور امریکہ کی کھلی مداخلت سے لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اب فلسطین میں امریکی اسلحے کی مدد سے اسرائیل ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو انتہائی بے دردی سے شہید کر چکا ہے۔

مسلمانوں سے حسد :

إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا (آلِ عمران: 120)

ترجمہ : "اگر تمہیں (مسلمانوں کو) کوئی بھلائی پہنچے تو وہ انہیں بُری لگتی ہے اور اگر تمہیں (مسلمانوں کو) کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں۔"

اس آیت کی روشنی میں اگر ہم اپنے ملک پاکستان کا جائزہ لیں تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ جب سے یہ ملک وجود میں آیا ہے امریکہ اور اس کے حواریوں نے اسے مستحکم نہیں ہونے دیا اور کٹھ پتلی حکمرانوں کے ذریعے اسے اپنے شکنجے میں کس لیا جس کا نتیجہ ہے کہ آج ملکِ پاکستان ہر لحاظ سے انتہائی دگرگوں حالت میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازِ تنبیہ۔۔ (چھٹی قسط)

مولانا محمد آصف

اتباع میں تخلف پر تنبیہ فرمانے کا انداز:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ والے سال رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، اور روزہ بھی رکھا، یہاں تک کہ آپ کراع الغمیم کے مقام تک جا پہنچے، تو دیگر حضرات نے بھی روزہ رکھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا اور اسے اتنا بلند کیا کہ لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے، پھر نوش فرمالیا، پھر بعد میں انہیں بتایا گیا کہ کچھ لوگ ابھی تک روزہ سے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ نافرمان لوگ ہیں، وہ نافرمان لوگ ہیں۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2610)

حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ترجمان السنۃ میں اس حدیث مبارک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

اس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی وہ ذات ہے کہ اگر وہ عبادت کریں تو اس میں ان کی اتباع جس طرح عبادت ہے، اسی طرح اگر وہ عبادت شروع کر کے توڑ دیں تو اس عبادت کا توڑنا بھی عبادت ہے۔ تو عبادت کی حقیقت ہے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصیت کی حقیقت ہے مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (ترجمان السنۃ 398/3)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی ایسا کام کیا، جس میں رخصت دی گئی تھی، اور کچھ لوگ اس سے پرہیز کرنے لگے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو (منبر پر آکر) اللہ تعالی کی حمد و ثنا فرمائی پھر فرمایا: لوگوں کو کیا ہوگیا کہ جو میں کرتا ہوں وہ اس سے پرہیز برتنے لگ گئے ہیں، جبکہ میں ان کی نسبت اللہ کو زیادہ جاننے والا ہوں۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6101)

یہ بھی دین اسلام کی جامعیت کی واضح دلیل ہے کہ جس طرح معاصی سے بچنے کی تاکید دین اسلام کی تعلیم کا حصہ ہے ایسے ہی احکامِ اسلام میں غلو کرنے کی ممانعت بھی تعلیمات دین حنیف میں داخل ہے۔

تنبیہ میں فقط باز پرس پر اکتفا فرمانا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اور ابو مرثد غنوی اور زبیر بن عوام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا، ہم سب گھڑ سوار تھے، اور فرمایا کہ یہاں سے روانہ ہو جائیے جب آپ خاخ کے باغ تک پہنچیں تو وہاں مشرکین مکہ کی ایک خاتون ہوگی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام ایک خط ہوگا، تو ہم نے اسے پالیا کہ وہ اسی مقام پر اپنے اونٹ پر چلی جارہی ہے جہاں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تو ہم نے کہا خط (ہمارے حوالے کیجیے) تو وہ کہنے لگی کہ ہمارے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، تو ہم نے اس کی سواری کو بٹھا دیا چنانچہ ہم نے جانچ پڑتال کی تو ہمیں کوئی خط نہیں ملا، تو ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو غیر واقع بات ارشاد نہیں فرمائی، اب یا تو تم خط نکالو

ورنہ ہم تمہیں بے لباس کر دیں گے۔ جب اس نے سنجیدگی دیکھی تو وہ اپنے کمر بند کی طرف بڑھی کیوں کہ اس نے ایک چادر کے ساتھ کمر باندھی ہوئی تھی۔ پس اس نے وہ خط نکالا تو ہم اسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئے، تو (حضرت) عمر کہنے لگے اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے ساتھ خیانت کی ہے، تو آپ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن ماروں گا، تو آپ ﷺ نے (حاطب بن ابی بلتعہ سے) فرمایا: تمہیں اس پر کس چیز نے ابھارا، تو حاطب نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم مجھے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والا بننے میں کوئی ناگواری نہیں ہے، میرا تو بس یہ منشا تھا کہ اس قوم کے ساتھ میرا کوئی احسان ہو جائے جس کے ذریعہ اللہ تعالی میرے اہل خانہ اور مال سے ان کے شر کو دور رکھے۔ آپ کے (مہاجرین) صحابہ جتنے بھی ہیں ان میں سے ہر ایک کے خاندان میں سے ایسا فرد ضرور موجود ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالی اس کے اہل خانہ اور مال سے ان (مشرکین مکہ) کے شر کو دور رکھیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے اسے سوائے بھلی بات کے کوئی بات مت کہو۔ تو (حضرت) عمر نے عرض کیا کہ اس نے تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے ساتھ خیانت کی ہے تو بس آپ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن ماروں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ پھر فرمایا: یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالی اہل بدر پر نمودار ہوئے اور ان سے فرمایا: تم جو چاہو کرو کیوں کہ تمہارے لیے تو جنت لکھی جا چکی ہے، یا فرمایا: کیوں کہ میں نے تمہاری بخشش کر دی ہے۔ تو حضرت عمر آب دیدہ ہو گئے اور عرض کرنے لگے: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ (صحيح البخاري، رقم الحديث: 3983)

خطا کے صدور پر عذر کرنے والے کا معقول عذر قبول فرمایا، اور دیگر رفقاء کے دل میں اپنے دوست سے متعلق جو منفی خیالات پیدا ہو رہے تھے ان کو بھی زائل فرمانے میں اس حکمت عملی سے کام لیا کہ ان کے وہ فضائل جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں مستحضر نہیں تھے گنوائے اور یہ درس تلقین فرمایا کہ کسی کی ایک کوتاہی کی بنا پر تمام بھلائیوں سے صرف نظر کر لینا کوئی حکمت کی بات نہیں، بلکہ دل میں آئے میل کے دور کرنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے کہ متہم آدمی کی حسنات یاد کر لی جائیں تو معاملات تناؤ کا شکار ہونے کے بجائے سلجھے سلجھے معلوم ہوں گے۔ اور جانبین کا ایک دوسرے پر اعتماد حسب سابق بحال ہو جائے گا۔

نامعقول عذر کے رد کرنے کا ایک انوکھا انداز:

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: (سفر کے دوران) مر ظہران کے مقام پر نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہم نے پڑاؤ ڈالا، تو میں اپنے خیمہ سے نکلا تو دیکھا کہ کچھ خواتین باتیں کر رہی تھیں، اور مجھے ان کی آواز اچھی لگی، تو میں واپس آیا اور اپنا سوٹ کیس نکالا اور اس سے ایک سوٹ نکالا اور اسے پہن لیا، اور میں ان خواتین کے پاس واپس آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا، تو فوراً نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے ابو عبداللہ، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میں ان سے سہم گیا اور شش و پنج میں مبتلا ہو گیا، تو میں نے کہہ دیا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا ہے اس کے لیے رسی تلاش کر رہا ہوں۔ انہوں نے اپنی چادر میری جانب پھینکی اور (قضائے حاجت کے لیے) پیلو کے درختوں میں چلے گئے، (یہ قصہ مجھے اتنا یاد ہے کہ) (ان کے جاتے ہوئے) گویا کہ میں ان کی کمر کی سفیدی ان درختوں کی ہریالی کے درمیان اب بھی (تصور کی نگاہ سے) دیکھ رہا ہوں، چنانچہ انہوں نے اپنی حاجت پوری فرمائی، وضو فرمایا اور جب واپس آئے تو پانی ان کی داڑھی سے ان کے سینے پر بہہ رہا تھا، پھر فرمایا: اے ابو عبداللہ! تمہارے بدکے ہوئے اونٹوں کا کیا ہوا؟ پھر ہم نے وہاں سے کوچ کیا، تو سفر کے دوران جہاں بھی

مجھے پاتے تو یہی فرماتے کہ : السلام علیک اے ابو عبداللہ! تمہارے ان بدکے ہوئے اونٹوں کا کیا ہوا؟ جب میں نے یہ رویہ دیکھا تو میں مدینہ کی جانب جلدی جلدی چلا، اور مسجد میں نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضری سے کنارہ کش رہنے لگا، جب یہ قصہ لمبا ہوا تو میں نے مسجد کے خالی ہونے کا وقت طے کرلیا (کہ اس وقت مسجد جایا کروں گا) تو میں مسجد کی طرف نکلا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، اور نبی اکرم ﷺ بھی اپنے کسی حجرے سے تشریف لائے اور مختصر سی دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے اس امید میں نماز لمبی کردی کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے جائیں اور مجھے چھوڑ دیں (کوئی باز پرس نہ فرمائیں)، تو انہوں نے فرمایا : اے ابو عبداللہ! جتنی چاہو نماز لمبی کرلو میں تو تمہاری نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اٹھ کر جانے والا نہیں ہوں۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج میں ضرور نبی اکرم ﷺ سے معذرت کروں گا اور ان کے دل کو صاف کردوں گا، جب میں نماز پوری کر کے پیچھے مڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ : السلام علیک تمہارے بدکے ہوئے اونٹوں کا کیا ہوا؟ تو میں نے عرض کیا کہ اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے؛ جب سے میں اسلام لایا ہوں میرا کوئی اونٹ نہیں بدکا، پھر تین بار فرمایا : اللہ آپ پر رحم فرمائیں۔ جو کچھ ہوتا تھا وہ دوبارہ نہیں فرمایا۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، رقم الحديث: 16105)

اس حدیث مبارک سے نا معقول عذر پر تنبیہ کرنے کا ایک مؤثر اور حکمت آمیز انداز سامنے آتا ہے۔ اس حکیمانہ انداز تنبیہ سے مخاطب کے دل پر کیا اَن مٹ آثار محبت ثبت ہوئے ہوں گے جن کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور کیا عالی شان عظمت و مودت کا قصرِ ثابت تعمیر ہوا ہوگا۔

مخاطب کے فعل کو سوالیہ انداز میں بار بار دہرا کر تنبیہ فرمانا :

صفوان بن محرز سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک بار یہ بات بیان فرمائی کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی آزمائش کے زمانہ میں جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے عسعس بن سلامہ کو پیغام بھیجا اور فرمایا کہ میرے لیے اپنے (مسلمان) بھائیوں کی ایک جماعت جمع کیجیے تاکہ میں ان سے بات کروں، تو عسعس بن سلامہ نے ان کی طرف ایک پیغام رساں بھیجا، جب وہ سب جمع ہو گئے تو حضرت جندب رضی اللہ عنہ اس شان سے تشریف لائے کہ ان پر ایک زرد رنگ کی لمبی ٹوپی / کلاہ تھی، اور فرمایا کہ جو باتیں تم کر رہے تھے وہ جاری رکھیے۔ یہاں تک کہ بات (کی باری) چکر کاٹ کر ان تک پہنچی تو وہ کلاہ اپنے سر سے ہٹائی اور فرمایا (کیسے ہو سکتا ہے) میں تمہارے پاس آیا ہوں اور یہ نہ چاہتا ہوں کہ تمہیں تمہارے نبی کے بارے میں بتاؤں ؟! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت مشرکین کی طرف بھیجی، اور ان کا ان سے ٹکراؤ بھی ہوا، تو مشرکین میں سے ایک آدمی تھا جب بھی کسی کا ارادہ کرنا چاہتا تو اس کا ارادہ کرتا اور اسے قتل کر دیتا، تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس کی غفلت کا ارادہ کیا، فرمایا کہ : ہمیں بتایا جاتا تھا کہ وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے، تو انہوں نے جب ان پر تلوار بلند کی تو اس مشرک نے کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (کلمہ پڑھنے لگا) تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک شخص (فتح یابی کی) خوش خبری لے کر آئے، تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے انہیں بتا دیا، یہاں تک کہ اس نے انہیں اس آدمی کا قصہ بھی سنایا کہ اس نے کیا کیا، تو پھر آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور ان سے پوچھا اور فرمایا کہ : آپ نے اسے کیوں قتل کیا؟ تو انہوں (دوران جنگ کلمہ گو شخص کو قتل کرنے والے) نے عرض کیا کہ اس نے تو مسلمانوں میں تکلیف پھیلا رکھی تھی، اور اس نے فلاں کو قتل کیا، فلاں کو قتل کیا، اور انہوں نے ایک پوری جماعت کے نام ذکر کر دیے، اور میں نے اس پہ حملہ کیا، تو جب اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الہ الا اللہ کہا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ : کیا آپ نے اسے قتل کر دیا، تو انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ جی ہاں، تو آپ ﷺ

نے فرمایا: روزِ قیامت جب یہ کلمہ (تمہارے سامنے) آئے گا تو اس کے ساتھ کیسے نمٹو گے؟ تو اس صحابی نے عرض کیا کہ آپ میرے لیے استغفار فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت جب یہ کلمہ (تمہارے سامنے) آئے گا تو اس کے ساتھ کیسے نمٹو گے؟؟ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ "روزِ قیامت جب یہ کلمہ آئے گا تو اس کے ساتھ کیسے نمٹو گے؟" کہنے پر ان کے ساتھ کسی بات کا اضافہ نہیں فرما رہے تھے۔ (صحيح مسلم، رقم الحديث: 279)

ایک روایت میں تو ہے کہ وہ صحابی یہ گمان کرنے لگے کہ میں اس قتل کرنے سے پہلے ایمان ہی نہ لایا ہوتا، کہ اس کے بعد ایمان لاتا اور اس کی برکت سے یہ گناہ بھی معاف ہو جاتا۔

اپنے پاس تنہائی میں بلا کر افہام و تفہیم کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کسی چیز کے معاملے میں مدد طلب کرنے کے لیے آیا، عکرمہ فرماتے ہیں کہ مجھے لگتا ہے کہ وہ خون بہا کے سلسلے میں آیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے اسے کچھ عطا فرمایا اور فرمایا کہ میں نے تمہارے ساتھ بھلا کیا، تو اعرابی نے کہا کہ نہیں، آپ نے کوئی اچھائی نہیں کی۔ تو کچھ مسلمان اس پر غصہ ہوئے اور اس کی جانب اٹھ کھڑے ہونے کا قصد بھی کیا، فوراً آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ ٹھہر جائیے، پھر جب آپ ﷺ مجلس سے اٹھے اور گھر تک جا پہنچے تو اس اعرابی کو بلایا، اور فرمایا کہ آپ ہمارے پاس آئے اور ہم سے مانگا تو ہم نے آپ کو دیا، پھر آپ نے جو کہنا تھا سو وہ کہہ چکے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے مزید کچھ عطا فرمایا، پھر ان سے کہا کہ: کیا میں نے آپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا؟ تو وہ کہنے لگا جی بالکل، بس اللہ تعالی ہمارے گھر والوں اور خاندان والوں کی طرف سے آپ کو اچھا بدلہ عطا فرمائیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: آپ ہمارے پاس آئے تھے اور ہم سے مانگا تھا، اور ہم نے آپ کو دیا تھا، پھر آپ نے جو کہنا تھا کہا، تو اس کی وجہ سے میرے دوستوں کے دل میں تم پر ناراضگی ہے، تو جب تم ان کے پاس جاؤ تو ان کے سامنے بھی وہی کہنا جو میرے سامنے کہا ہے تاکہ ان کے دلوں میں جو کچھ ہے وہ زائل ہو جائے، تو اس نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ: پھر جب وہ اعرابی آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہارے یہ دوست ہمارے پاس آئے تھے اور انہوں نے ہم سے مانگا تھا، اور ہم نے انہیں عطا کیا، پھر انہوں نے جو کہنا تھا وہ کہا، پھر ہم نے انہیں بلایا اور مزید عطا کیا، اب سمجھتے ہیں کہ یہ ہم سے راضی ہو گئے ہیں، (آپ ﷺ نے ان اعرابی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) کیا ایسا ہی ہے؟ تو اعرابی نے عرض کیا: جی بالکل، اللہ تعالی آپ کو ہمارے اہلِ خانہ اور خاندان والوں کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میری اور اس اعرابی کی مثال اس آدمی کی طرح ہے کہ جس کی ایک اونٹنی ہو، اور وہ اس سے بدک گئی ہو، تو لوگوں نے اس کا پیچھا کیا ہو، اور انہوں نے بس اسے مزید بدکایا ہی ہو، پھر اونٹنی کے مالک نے یہ کہا ہو کہ: مجھے اور میری اونٹنی کو تنہا چھوڑ دو، میں اس کے ساتھ نرمی برتوں گا، کیوں کہ میں اسے بہتر جانتا ہوں، تو اونٹنی کا مالک اس کی طرف متوجہ ہوا اور زمین کی کچھ بچی ہوئی گھاس ہاتھ میں لی اور اسے بلایا تو آ گئی اور اس کی موافقت کی، پھر اس نے اس پر کجاوا باندھا، اور اس پر سوار ہو گیا۔ اگر میں اس وقت جب اس نے جو کہنا تھا کہا، تمہاری بات مان لیتا، تو وہ شخص آگ میں داخل ہو جاتا۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، رقم الحديث: 14193)

(جاری ہے۔۔۔)

معرکۂ روح و بدن۔۔۔ (پہلی قسط)

ریان بن نعمان

طالب علم سال دوم، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

(ارض مقدس میں جنم لینے والے انسانی المیہ کے تناظر میں)

یہ اجڑا اجڑا چمن کیسا ہے جو بہارِ نَو کا منتظر ہے، یہ ویران ویران سی بستی کیسی ہے جو زبانِ حال سے اپنے مٹنے کی کہانی سنا رہی ہے، یہ کھنڈر نما شہر کیسا ہے جو

کھنڈر بتا رہے ہیں کہ عمارت عظیم تھی

کے مصداق اپنی عظمتِ رفتہ کا پتہ دے رہا ہے، یہ دھویں اور مٹی کا طوفان کیسا ہے جو ایک عظیم تباہی کا تتمہ لگ رہا ہے، یہ مرجھائے ہوئے پھول اور بے رونق کلیاں کیسی ہیں جو موسمِ خزاں کی شدت کی نشاندہی کر رہی ہیں، یہ خاک و خون میں لتھڑے ہوئے ہزاروں وجودِ انسانی کس کے ہیں جن میں زندگی کے ہونے یا نہ ہونے میں احتمال ہے، یہ سینکڑوں کٹے پھٹے لاشے کس کے ہیں جن کے چہرے اپنی بے بسی اور اپنوں کی بے حسی کی تصویرِ مجسم ہیں، یہ محفوظ پناہ گاہوں کے متلاشی کون ہیں جن کے ظاہر سے خوف و ہراس مگر باطن سے عزم و جزم کی کیفیات نمایاں ہیں، یہ کیسے قلب و جگر رکھنے والے سپوت ہیں جو اپنوں کو دفنانے کے بعد دوسروں کے آنسو پوچھتے نظر آرہے ہیں، صبر و شکر کے درجاتِ عالیہ پر فائز یہ کیسی مائیں ہیں جو کبھی اپنے جگر کے ٹکڑوں کو قربانی و استقامت کا درس دیتی دکھائی دے رہی ہیں تو کبھی بوقتِ شہادت کلمۂ طیبہ کی تلقین کرتی نظر آرہی ہیں، یہ آزادی کے متوالے کون ہیں جو جذبہ وجنوں سے سرشار اور تن من دھن کی قربانی کے لیے تیار ہیں، یہ معصوم بچے اور بچیاں کون ہیں جن کی ڈبڈباتی آنکھیں ایک طرف تو وقت کے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اور عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کی کھوج میں ہیں تو دوسری طرف تباہی و بربادی، وحشت و دہشت سے پتھرائی ہوئی ہیں، جن کے کان یا تو اپنوں کی جدائی کی خبر سُن چکے ہیں یا بس...... سننے ہی والے ہیں۔ ہاں یہ اندوہناک نقشہ القدس کا ہے، ہاں وہی القدس جو برکتوں والی سرزمین ہے، ہاں وہی القدس جو ہزاروں انبیاء کا مسکن و مدفن اور ان کی روایتوں کا امین ہے، ہاں وہی القدس جو سفرِ معراج کا مبدا بنا، جو توحید کا عظیم الشان مرکز بنا، جو بعد ازاں مسلمانوں کا حرمِ ثالث کہلایا، جس کی خاک قدم بوسئ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت حاصل کر چکی ہے، جہاں کے نباتات و جمادات منتقلئ تولیتِ اقصی کے عینی شاہد ہیں، ہاں ہاں یہ وہی القدس ہے جو آج اپنے متولیوں کے لیے مقتل گاہ بنا دیا گیا ہے، اپنے محافظین کے لیے تنگ کر دیا گیا ہے، اپنے فدائین کے لیے جائے آزمائش بنا دیا گیا ہے۔

دین اسلام انسانی مساوات کا علم بردار ہے اور معیارِ تکریم و شرف تقوی کو قرار دے کر معاشرے کو ایک صحت مند بنیاد پر پروان چڑھانا چاہتا

ہے۔ معاشرہ افراد سے بنتا ہے لہذا معاشرے کی مجموعی اُٹھان افراد کی سیرت و کردار پر منحصر ہوا کرتی ہے، گویا معاشی و معاشرتی و سیاسی سطح پر ایک مضبوط، پاکیزہ اور پُرامن معاشرہ اُس معاشرے کے افراد کے انفرادی سیرت و کردار کی بلندی کی دلیل اور عظمتِ اخلاق کی علامت ہوتا ہے۔ افراد کے خارج (عالمِ اکبر) میں قیامِ امن ممکن نہیں ہو سکتا جب تک دل کی دنیا (عالمِ اصغر) سے انتشار و بے چینی کو رفع نہ کیا جائے۔ اس انتشار و افسادِ قلب کے اختتام کی کوئی شکل بجز اس کے موجود نہیں کہ خالق و مخلوق سے متعلق نفسِ انسانی میں اٹھنے والے سوالات کے تسلی بخش جوابات نہ فراہم کر دیے جائیں اور اس فراہمیٔ جوابات کی کوئی صورت اس کے علاوہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ، رسولِ خدا ﷺ، اخروی حیات اور دیگر امورِ غیبی پر ایمان و تیقّن اور اعتماد و اسناد رکھا جائے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ معاشرے کے امن و استحکام کی حقیقی اور واحد اساس ایمان ہے اور معاشرے میں امن و سلامتی کی صورتحال بلاواسطہ متعلق ہے افراد کی ایمانی کیفیات سے، اعتقادات و ایقان سے، افکار و نظریات سے۔

فرقانِ حمید اسی نظریہ کو اجمالاً یوں بیان کرتا ہے:

فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (الانعام: 82 – 81)

پس دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ بے خوفی و اطمینان کا مستحق ہے؟ بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ جو ایمان لائے اور جنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہِ راست پر وہی ہیں۔

اگر کسی فرد کے نظریات کی بنا ہی دہشت گردی پر ہو، افکار کی اُٹھان ہی بربریت پر ہو، دیگر نوعِ انسانی سے اسقاطِ حقِ انسانیت ہی اس کے اعتقادات کا جزوِ لاینفک ہو، افساد و تخریب ہی اس کا نصب العین ہو، عبادتِ نفس و شیطان اور کینہ و بغض و حسد و عداوت کے ظلمات سے اس کی دل کی دنیا اندھیر ہو، تو کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ خارج میں فروغِ امن اور اشاعتِ سلامتی کا ذریعہ بنے گا۔ ذرا تصوّر تو کریں کہ اگر ایک پورا معاشرہ ہی ایسے وحشی درندے نما انسانوں پر مشتمل ہو اور ستم در ستم یہ کہ اقوامِ عالم کی باگ ڈور بھی انہی کے خون آشام ہاتھوں میں ہو تو زمین میں انتشار و اضطراب کی اور کیا توجیہ پیش کی جائے گی، بازارِ کشت و خون کے گرم ہونے کو اور کس سبب کے ساتھ ملحق کیا جائے گا، بے رحمی اور ظلم و تشدّد کی انتہا کو آخر کس منبع سے متعلق کیا جائے گا۔

ربّ کائنات ہر دور میں ایسے سخت گیروں کو انسانیت کے امتحان کے لیے مسلط کرتا رہا ہے۔ دورِ حاضر میں اس پوری تصویر کا کامل انطباق اگر کسی معاشرے پر ہو سکتا ہے تو وہ یہودی و صیہونی معاشرہ ہے۔ ان کے عقائد میں یہ بات بڑی نمایاں ہے کہ انسان کہلانے کے حقدار اور اس عنوان کے تحت ملنے والے حقوق و مراعات کے اصلاً مستحق تو صرف یہود ہیں، غیر یہود تو عوام کالانعام کے مانند ہیں کہ جیسے چاہیں ہم ان سے سلوک رَوا رکھیں۔ فلسطین میں بالعموم پون صدی سے اور بالخصوص گزشتہ ایام سے جاری صیہونی بربریت کے پیچھے اصلاً یہی نظریات کار فرما ہیں جو صیہونی طاقتوں کی ظالمانہ و جابرانہ اور رحم کے ہر عنصر سے عاری ذہنیت کے عکاسی و ترجمانی کر رہے ہیں۔ مذہبی اعتقادات و نظریات کی تضاد ہی نہیں تصادم کے علی الرغم عالمی طاقتوں خصوصاً عیسائی دنیا کی غیر مشروط پشت پناہی پنجۂ یہود کی مضبوط گرفت اور مکارانہ و شاطرانہ حربوں کی گہرائی کا پتہ دے رہی ہے کہ انسانی حقوق، حتیٰ کہ حقوقِ حیوانات کے علمبردار یورپی ممالک القدس کی آہ و بکا، تڑپتے لاشوں، مچلتے زخمیوں، سسکتے بچوں، دہائیاں دیتی عورتوں، قربان ہوتی جوانیوں کو نظر انداز کر کے دھونس و دھمکی اور مغرب کے پاؤں چاٹتے ہوئے

ناجائز طور سے وجود میں آنے والے غاصب وقابض وقاتل اسرائیل کی پیٹھ ٹھونکتے نظر آرہے ہیں۔ جانوروں کے پامالیٔ حقوق پر واویلا مچانے والوں اور والیوں کو فلسطین میں یہ انسانی المیہ جنم لیتا ہوا نظر نہیں آتا، حقوقِ نسواں کے محافظوں کو غزہ میں ظلم و ستم کا نشانہ بنتی صنفِ نازک پریشان نہیں کرتی، بچوں کے حقوق کی ضامن بننے والی تنظیموں کو ننھی جانوں کے ضیاع پر مشتمل یہ ہوش رُبا اعداد نہیں ستاتے؟؟؟ العجب! ثم العجب! ثم العجب!!!

غیروں سے شکوہ کے بعد ذرا اپنوں کے احوال بھی ملاحظہ ہوں..............گزشتہ صدی میں جب اغیار اپنے اقتدار کی بِساط لپیٹ رہے تھے اور سلطنتِ اسلامیہ کی وحدت میں سرحدوں کی لکیریں کھینچ کر اسے ممالک میں تقسیم کر رہے تھے (یہی زمینی لکیریں ہیں جو آج قلبی دراڑوں میں تبدیل ہو چکی ہیں) تو جاتے جاتے اپنا فرسودہ نظام اور اس کے رکھوالے (جو ظاہر ہے کہ مغربی فکر کے دلدادہ اور سامراجی حکومتوں کے پٹھو تھے) چھوڑ گیا۔ انھی پٹھوؤں کی معنوی اور نسلی اولادیں آج مسلم امت پر مسلط ہیں کہ جن کو اپنی زیر تسلط زمین کے باسیوں سے ہی وفاداری نہیں ہے کجا یہ کہ کئی لکیریں پار کر کے "دوسروں" کی غم خواری کریں۔ جن کٹھ پتلیوں کی باگیں ہی کہیں اور سے ہلتی ہوں، جن کا قبلہ ہی کبھی ماسکو کبھی بیجنگ تو کبھی واشنگٹن ہو، جن کی افواج ہی طاغوتی قوتوں کے ذہنی و عملی غلام ہوں، جن کے فیصلے ہی "بیرونی آقاؤں" کی مداخلت کے بغیر ادھورے رہتے ہوں، جن کی پالیسیاں ہی خود مختار نہ ہوں، جن کی مراعات ہی کی کوئی انتہا نہ ہو، جن کے گھرے مفادات نظامِ باطل سے وابستہ ہوں، جن کے قلوب ہی حلاوتِ ایمانی اور دینی حمیت و غیرت سے یکسر خالی ہوں، جن کا گفتار و کردار ہی

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

کے مصداق اغیار سے مرعوبیت کا مظہر ہو، جن کے اذہان ہی فرنگی ساخت کے ہوں تو کوئی سلیم الفطرت اور ذی عقل و شعور انسان کیوں کر اِن سنگ دلوں سے مصیبت زدوں کی امداد اور مظلوموں کے لیے اقدام کی امید لگا کر اپنے توقعات کا خون کرے۔ البتہ مَعۡذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمۡ وَ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ کی امید کے ساتھ ان سے گزارشات، معروضات، التجائیں کرتے رہیں گے کہ یہی ہمارے بس میں بھی ہے اور ہماری ایمانی غیرت و حمیت کا تقاضا بھی

ایک طرزِ تغافل ہے سو وہ تم کو مبارک

ایک عرضِ تمنا ہے سو وہ ہم کرتے رہیں گے

(جاری ہے۔۔۔)

روداد برائے دورۂ قرآن اکیڈمیز

طالبہ سال اول، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

رجوع الی القرآن کورس سال اول میں ہمارے استاد محترم نے ہم کو اطلاع دی کہ ہم اکیڈمی کے تمام طلبا و طالبات مع اساتذہ کرام 17 جنوری 2024 کو کراچی میں قائم انجمن خدام القرآن اکیڈمیز کا وزٹ کریں گے، یہ سن کر ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی، ہم سب ساتھی اس دورے میں شرکت پر پر عزم دکھائی دیے۔ وزٹ پر جانے سے ایک دن قبل ہماری اساتذہ نے ساری کلاس کی طالبات کو سفر اور وہاں پر جانے سے متعلق کچھ ضروری ہدایات دیں، مفید مشورے اور بہت عمدہ نصیحتیں بھی کیں جو ہمارے سفر اور دورۂ اکیڈمیز میں بہت کام آئے، جن پر ہم سب طالبات نے مل کر عمل بھی کیا الحمدللہ۔ کافی انتظار کے بعد 17 جنوری کا خوبصورت دن بھی آ ہی گیا۔ صبح کا آغاز نماز و قرآن کی تلاوت کے بعد گھر کے کچھ ضروری کام نمٹائے، پھر جلدی جلدی تیار ہو کر معلمہ صاحبہ کی ہدایت کے مطابق ٹھیک 08:30 بجے میں اپنی اکیڈمی کی طرف روانہ ہو گئی، جیسے ہی اکیڈمی میں داخل ہوئی تو اپنی ساتھیوں کے خوشی سے کھلتے چہروں پر میری نظر پڑی جو سب ہی اس دورے کی بے حد مشتاق تھیں۔ اللہ جل شانہ سے امید ہے کہ وہ ہم سب کو اسی طرح جنت کا ساتھی بھی بنائے، آمین

ہم نے تقریباً 09:00 بجے اپنے سفر کا آغاز کیا، طلبا اور طالبات کے لیے الگ الگ بسوں کا انتظام کیا گیا تھا جس میں ہم طالبات نے بہت پر سکون اور بے فکری سے اپنے سفر کو انجوائے کیا اس موقع پر ہماری معاونہ صاحبہ ہمارے ساتھ تھیں جنھوں نے ہمیں ہر موقع پر رہنمائی کی۔

گلستان جوہر اکیڈمی :

سب سے پہلے ہم گلستان جوہر اکیڈمی پہنچے، وہاں پر ہمارا استقبال کیا گیا، وہاں کی معاونہ صاحبہ نے ہم سے ملاقات کی اور اپنی اکیڈمی کے بارے میں بتایا اور سوالات کے جوابات دیے اور بہت خوشی کا اظہار کیا، وہاں کی طالبات نے بہت پر خلوص انداز میں ملاقات کی، دین سے جڑنے والی نئی ساتھیوں سے ملاقات کر کے، اور انہیں شوق سے قرآن کو پڑھتے ہوئے دیکھنا ہمیں بہت اچھا لگا۔ پھر جوس پلا کر ہماری تواضع کی گئی، ہم سب نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ساتھ ہی ہم سب طالبات نظم و ضبط اور قطار بنا کر بس میں بیٹھ گئیں، یہاں سے ہم قرآن اکیڈمی کورنگی کے لیے روانہ ہوئے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی :

قرآن اکیڈمی کورنگی پہنچ کر معلوم ہوا کہ انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام یہاں بچوں کا بہت ہی بہترین سکول ہے جو کہ چھوٹے بچوں کو بچپن سے ہی قرآن کی تعلیم بہت ہی عمدہ اساتذہ کے زیر نگرانی دی جا رہی ہے، جس کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا کہ ہمارے مستقبل کے روشن ستاروں کو قرآن و حدیث کے مطابق تعلیم دی جا رہی ہے، بہترین اساتذہ جن کی محنت نظر آ رہی تھی، بچوں اور اساتذہ میں بہت ہی ڈسپلن نظر آیا، یہاں کی

انچارج صاحبہ اسکول کی میڈم سے معلوم ہوا کہ کورنگی اکیڈمی کی ناظمہ صاحبہ کی طبعیت ناساز تھی، جس کی وجہ سے ہماری ملاقات نہ ہو سکی، لیکن ہماری معلمہ صاحبہ خود ان کی عیادت کو گئیں اور ہم سب نے مل کر ان کی صحتیابی اور تندرستی کی دعا کی، یہاں کے کورسز کے بارے میں بتایا گیا کہ یہاں صبح کی شفٹ میں بچوں کے اسکول the hope کی تعلیم کا بندوبست کیا جاتا ہے، اور شام میں سلائی کورس اور ناظرہ کی کلاس بھی ہوتی ہے، معاونہ صاحبہ نے اپنی طالبات و اساتذہ کو ہدایت دی اور انہوں نے بہت اچھے سے ہماری تواضع چائے رسک اور پیٹیز سے کی، ان کی مہمان نوازی ہمیں بہت پسند آئی۔ ہم نے یہاں کلاس رومز کا بھی وزٹ کیا، ٹیچرز سے بھی ملاقات کی، ان کو ہماری اکیڈمی کا دورہ کرنے کی دعوت بھی دی۔ اس کے بعد ان سے اجازت لی۔

قرآن اکیڈمی ڈیفنس :

یہاں سے پھر قرآن اکیڈمی ڈیفنس، DHA کے لیے روانہ ہوئے جب ہم وہاں پہنچے تو ہمارا بہت اچھا استقبال کیا گیا، ہمیں سال اول کی کلاس میں بٹھایا گیا، تھوڑی دیر کلاس اٹینڈ کی، نماز ظہر کا وقت ہوا تو ہم سب طالبات نے ٹولیوں کی صورت میں نماز ظہر ادا کی پھر ہم سب کی یہاں کھانے سے تواضع کی گئی بہت ہی عمدہ کھانا بنایا گیا تھا، بہت ہی سکون کے ماحول میں ہم سب نے کھانا کھایا، پھر ہم نے اکیڈمی کے ساتھ مسجد کا دورہ کیا جو کہ نہایت ہی شاندار بنائی گئی ہے، اور وہاں کے انتظام اور نمازیوں کے لیے سہولیات بھی قابل دید ہیں، وہاں کی کلاسز، لائبریری سب بہت اچھی ہیں۔

اس کے بعد ہم سب طالبات قطار بنا کر بس میں واپس قرآن اکیڈمی یاسین آباد کے لیے روانہ ہوئے، بہت ہی سکون سے ہم سب نے واپسی کا سفر شروع کیا، قرآن اکیڈمی ہم تقریباً 04 بجے پہنچے اور گھر پہنچتے 04:15 ہو گئے تھے، بہت ہی یادگار اور شاندار دورہ رہا۔ ہم کافی تھک چکے تھے لیکن ہمیں خوشی بھی ہوئی کہ ہماری انتظامیہ نے اس دورے کا بہت عمدگی اور خیال رکھتے ہوئے بڑے اہتمام سے انتظام کیا، ہم انتہائی مشکور ہیں۔

ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جہاں جہاں دین کا کام ہو رہا ہے اسی طرح قیامت تک یہ سفر جاری رہے اور لوگوں میں دین سے جڑنے کا، قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کا شعور بیدار ہوتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول میں کل 80 آن لائن و آن کیمپس طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز کے تحت "تزکیہ نفس "زیر تدریس ڈاکٹر محمد الیاس صاحب، "طریقہ غسل میت اور تجہیز و تکفین" زیر تدریس ڈاکٹر محمد الیاس صاحب، "عہد حاضر میں نظریاتی اداروں کا ممکنہ کردار" زیر تدریس سلمان آصف صدیقی صاحب، "رسول انقلاب ﷺ کا طریقہ انقلاب" زیر تدریس ڈاکٹر محمد الیاس صاحب، "اجتماعیت اور بیعت کی اہمیت" زیر تدریس محمد ہاشم صاحب منعقد ہوا۔ رجوع الی القرآن کورس یکم مارچ 2024ء بروز جمعہ کو مکمل ہوگا۔

مبادیاتِ علومِ دینیہ کا آغاز الحمدللہ 19 اگست بروز ہفتہ سے (حضرات و خواتین کے لیے) ہو چکا ہے۔ یہ کورس LMS پر براہ راست بھی کروایا جا رہا ہے۔ اس کورس میں تدریس 24 فروری 2024ء تک ہوگی۔ حلقات و دوراتِ دینیہ برائے حضرات کے تحت پانچ کورسز جاری ہیں۔ جب کہ خواتین میں چار کورسز جاری ہیں تمام حلقات و دوراتِ دینیہ کا اختتام 24 فروری بروز ہفتہ کو ہوگا۔

مدرسہ ہذا کے تینوں شعبہ جات شعبہ حفظ قرآن ۔ للبنین و البنات، شعبہ ناظرہ قرآن ۔ للبنین و البنات اور شعبہ قاعدہ ۔ للبنین و البنات میں تدریس جاری ہے۔ مدرسہ کے تمام شعبہ جات میں ششماہی امتحان منعقد ہوا۔ اس سال نو طلبہ اور دو طالبات نے وفاق کا امتحان دیا۔ جب کہ سترہ طلبہ اور تین طالبات نے قرآن کی تحفیظ مکمل کی۔ امتحانات کے نتائج سالانہ تقریب تقسیم اسناد و دستار بندی کے موقع پر دیے جائیں گے۔ شعبہ بنات میں یہ تقریب 24 فروری 2024ء جبکہ بنین میں 02 مارچ 2024ء کو منعقد کی جائے گی۔

ماہ جنوری میں دو خطاباتِ جمعہ مدیر تعلیم جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے اور دو خطاباتِ جمعہ امیر تنظیم اسلامی و نگرانِ انجمن جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے ارشاد فرمائے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس (سال اول) میں کل 106 طلبا و طالبات اور سال دوم میں کل 31 طلبا و طالبات کی حاضری برقرار ہے۔ خصوصی محاضرات و لیکچرز میں "غسل و تکفین و تدفین میت" کے موضوع پر استاذ جناب عاطف محمود صاحب، "تعارف فلسطین" کے موضوع پر استاذ غضنفر عمر صدیقی صاحب، "عقیدہ ختم نبوت" پر محترم جناب محمد علی صاحب اور "درس قرآن کی تیاری کیسے کریں؟" پر صدر انجمن جناب انجینئر نعمان اختر صاحب نے لیکچر زدیے۔ حلقات و دورات (Short Courses) کے ضمن میں کل 17 کورسز جاری ہیں جن میں شرکا کی تعداد 105 تک رہتی ہے۔ آن لائن کورسز کے تحت "قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل" زیر تدریس استاذ عاطف محمود صاحب جاری ہے، جس میں 08 شرکا زیر تعلیم ہیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں شعبہ حفظ کل وقتی کے تحت درجہ حفظ میں 95 اور درجہ قاعدہ میں 20 طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ماہ رواں شعبہ حفظ میں سالانہ امتحان کا انعقاد کیا گیا۔ ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کی طرف سے آنے والے ممتحن حضرات نے تسلی کا اظہار فرمایا۔ درجہ ناظرہ بنین و بنات (سہ پہر) میں کل 273 طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم میں مقیم طلبۂ کرام اور اہل محلہ و گردو نواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد 52 ہے۔

شعبۂ دعوت و تبلیغ کے تحت مسجد میں "ذکر موت اور فکر آخرت" پر محترم عاطف محمود صاحب، "شہادت علی الناس" پر محترم جناب خورشید انجم صاحب، "یاد دہانی" پر مدیر ادارہ ہذا محترم جناب سید سلیم الدین صاحب نے اور "جہاد فی سبیل اللہ" پر محترم جناب محمد ارشد صاحب نے خطبات جمعہ دیے۔ شعبہ تصنیف و تالیف میں منتخب نصاب حصہ اول کی تیسری تصحیح اور انسرشن (تصحیحات کو اصل فائل میں لگانے کا کام) مکمل کیا گیا، آئینہ انجمن کو نئے ڈیزائن اور فہرست اور تصحیحات کے ساتھ مکمل کیا گیا۔ منتخب نصاب کے حصہ سوم جو کمپوز شدہ ہے اس کی تصحیح اول اور تخریج کی گئی۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول 23 – 2022 میں تقریباً 28 خواتین اور 17 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ "عقیدہ ختم نبوت ﷺ" کے موضوع پر خصوصی محاضرہ زیر تدریس مولانا گل فراز صاحب اور "اسلامک سافٹ وئیر اور ویب سائٹ" کے عنوان سے خصوصی محاضرہ زیر تدریس ناظم تعلیم جناب محمد نعمان صاحب اور "اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام" زیر تدریس مدیر ادارہ جناب محمد ہاشم صاحب منعقد ہوا۔ "اسلام کا انقلابی منشور" بذریعہ ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ملاحظہ کیا گیا۔ "منہج انقلاب نبوی ﷺ" کے موضوع پر فکر اسلامی زیر تدریس مدیر تعلیمات جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب منعقد ہوا۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراۃ کے تحت شعبہ بنین میں درجہ حفظ کے 48، جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ کے 95 طلباء اور شعبہ بنات میں 129 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ماہ جنوری 2024 میں شعبہ حفظ کے 7 طلبا نے وفاق المدارس العربیہ کے تحت منعقد ہونے والے سالانہ امتحان میں شرکت کی۔ شعبہ بنین میں 01 طالب علم نے تقریباً ڈیڑھ سال میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ شعبۂ حفظ کے طلبا کے لیے "اخلاقیات" کے عنوان سے مختلف تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔

شعبۂ خواتین میں بڑی عمر کی خواتین کے لیے تجوید القرآن و ناظرہ کی کلاس میں تقریباً 30 خواتین زیر تعلیم ہیں۔ ناظرہ خواتین طالبات کے لیے "شادی بیاہ کے ضمن میں اصلاحی تحریک" کے موضوع پر خصوصی لیکچرز منعقد ہوئے۔ ناظرہ قرآن و قاعدہ کی طالبات کے لیے "حصولِ جنت کے ذرائع اور طریقے" "سلسلہ ایمانیات (کتابوں پر ایمان)"، "ارکان نماز" اور "غیبت کا صحیح مفہوم اور بچاؤ کے طریقے" کے موضوعات پر خصوصی و تربیتی لیکچرز منعقد ہوئے۔ شعبۂ خواتین کے تحت "قرآن اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر ماہانہ درسِ قرآن منعقد کیا گیا۔ جس میں 70 خواتین نے شرکت کی۔ حلقات و دورات و دینیہ کے تحت امورِ خانہ داری کورس سے 09 خواتین، ہفتہ وار قرآن فہمی کورس میں تقریباً 10 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔

قرآن اکیڈمی کورنگی اور دی ہوپ اسلامک اسکول کے اسٹاف کے لیے ایک تربیتی کلاس کا آغاز کیا گیا ہے۔ جس میں نگرانِ انجمن جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی ریکارڈ شدہ مطالبات قرآن سیریز سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ قرآن اکیڈمی کورنگی سے منسلک تناظیم کے مدرسین کے لیے ایک خصوصی دورہ ترجمہ قرآن تربیتی کلاس بتدریس صدر انجمن جناب انجینئر نعمان اختر صاحب منعقد کیا گیا ہے۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

سیکنڈ ٹرم 24 – 2023 کے امتحانات منعقد کیے گئے۔ اس ماہ اساتذہ کے لیے دو تربیتی کلاسز منعقد ہوئیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستانِ جوہر

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس باقاعدگی سے جاری ہے۔ اس ماہ عقیدہ ختم نبوت (مولانا محمد علی صاحب)، اسلامک سافٹ وئیر مع ویب سائٹ کا تعارف (محمد نعمان صاحب)، درس قرآن کی تیاری کیسے کریں؟ (جناب سلیم الدین صاحب) منہج انقلاب نبوی، اجتماعیت اور بیعت کی اہمیت (جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) کے موضوعات پر خصوصی محاضرات منعقد ہوئے۔ اس کے علاوہ حضرات و خواتین کے لیے ہفتہ وار قرآن فہمی کورس جس میں حضرات کی تعداد 25 اور خواتین کی تعداد 20 ہے۔ اور بچوں اور بچیوں کے لیے دینی تربیتی کورس جاری ہے جس میں بچوں کی تعداد 15 اور بچیوں کی تعداد بھی 15 ہے۔ بعد نماز فجر ترجمہ قرآن اور بعد نماز عصر درس حدیث جناب قاری غلام اکبر صاحب کی زیر تدریس جاری ہے۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب حاصل کر رہے ہیں۔ ادارے کے تحت 04 نکاح کی تقریب و رجسٹریشن بھی کی گئ۔ اور مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے جس میں بچوں کی تعداد 55 ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس بحسن و خوبی جاری ہے۔ رواں ماہ مدیر تعلیم ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے "اجتماعیت کی اہمیت اور احکامِ میت" ختمِ نبوت کے مبلغین جناب مولانا ابرار شریف اور مولانا عبد اللہ گل فراز صاحب نے "عقیدۂ ختم نبوت و ردِ فتنۂ قادیانیت" اور استاذ سعد عبد اللہ صاحب نے "درسِ قرآن کی تیاری کیسے کریں؟" کے عنوان سے خصوصی لیکچرز کی تدریس کی۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 09 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن اور آدابِ زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ مغرب تا عشاء بالغان کے لیے تجوید القرآن کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ پیر تا جمعرات دوپہر کے اوقات میں اسکول اور کالج کے طلبہ و طالبات کے لیے The Faith Line کے عنوان سے کورس بحسن و خوبی جاری ہے، جس میں 50 طلبہ و طالبات شرکت کر رہے ہیں۔ ہفتہ اور اتوار حضرات و خواتین کے لیے تفسیرِ قرآن اور بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب ادارہ ہذا میں حضرات و خواتین کے لیے درسِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ ادارہ ہذا کے شعبہ سندھی کے تحت رواں ماہ صدرِ انجمن جناب نعمان اختر صاحب کی ہدایت پر انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کتابچے "بیت المقدس کی مختصر تاریخ" کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا گیا، ساتھ ہی سندھی زبان میں کمپوزنگ کی گئ، اور پروف ریڈنگ کے بعد طباعت کے لیے ارسال کر دیا گیا۔ نیز ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کتابچے "فرائضِ دینی کا جامع تصور" کی کمپوزنگ جاری ہے۔

قرآن مرکز لانڈھی

حلقات و دورات و دینیہ کے تحت حضرات کے لئے قرآن فہمی ہفتہ وار کورس میں 14 حضرات شریک ہیں۔ حضرات کے لیے اللغۃ العربیہ کلاس کا آغاز کیا گیا جس میں 08 حضرات شریک ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن کے سلسلے میں قرآن حکیم کی پانچویں منزل کا آغاز کیا گیا جس میں "سورۃ القصص" کا مطالعہ جاری ہے۔ ناظم مرکز محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔ ماہانہ درس قرآن و حدیث میں "معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے موضوع پر محمد ہاشم صاحب نے خصوصی خطاب فرمایا۔ مدرسۃ القرآن للحفظ و القرأۃ کے تحت شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 59 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 55 طلبا اور شعبہ بنات میں 55 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ البنین میں تذکیر کے حوالے سے تربیتی لیکچرز منعقد ہوئے جس میں تدریس کی ذمہ داری مسئول مدرسہ حافظ محمد لقمان صاحب نے ادا کی۔ مدرسہ البنین میں بزم طلبا کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبا نے قرأۃ، حمد و نعت میں حصہ لیا۔ مدرسہ کے 09 حفاظ طلبا وفاق المدارس کے امتحان میں شریک ہوئے۔

شعبۂ ملٹی میڈیا

دورۂ ترجمہ قرآن (کیو ٹی وی):

نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی گزشتہ تین سال سے رمضان المبارک میں کیوٹی وی کے اسٹوڈیو میں دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کر رہے تھے، جو کہ براہ راست نشر کیا جارہا تھا۔ جبکہ اس دورہ کو نشر کرنے کے لیے شعبہ ملٹی میڈیا کی ٹیم بھی وہاں پر اپنی خدمات انجام دے رہی تھی، سال 2024ء کے لیے یہ ارادہ کیا گیا ہے کہ رمضان المبارک سے قبل ایک ایسا دورہ ریکارڈ کیا جائے جس کو متعدد بار اور مختلف سیٹس کے ساتھ دیگر چینلز کے لئے بھی مفید بنایا جاسکے، لہٰذا رواں ماہ اس پروجیکٹ کی پلاننگ عمل میں لائی گئی اور ڈیمو بھی پیش کیا گیا۔ ابھی تک اس سلسلہ کے 35 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں جبکہ 05 پروگرام ایڈٹ ہو چکے ہیں۔

آسان عربی گرامر:

رجوع الی القرآن کورس میں جاری آسان عربی گرامر کی پریزینٹیشن کی از سر نو اعلیٰ طرز پر تیاری اور اس کی ریکارڈنگ کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے، اس سلسلہ کی اب تک 118 کلاسز ریکارڈ کی جا چکی ہیں، جبکہ 58 اسباق کی پریزینٹیشن کی تیاری کا عمل مکمل ہو گیا ہے۔

خطباتِ جمعہ (نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب):

ماہِ جنوری 2024ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطبات جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں مرکزی تنظیم اسلامی کے یوٹیوب چینل کے علاوہ انجمن کے آفیشل یوٹیوب چینلز پر اپلوڈ کیا گیا:

- جہنم والوں کی صفات اور ہمارے لئے عبرت
- امانت اور عدل، ووٹ اور حکمرانی

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ جنوری 2024ء میں جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنہیں انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- انسان کی عظمت اور ذکر اللہ کی اہمیت (حصہ دوم)
- انسان کی عظمت اور ذکر اللہ کی اہمیت (حصہ سوم)

- [ایمانیات کی تفصیل سورۃ البقرۃ آیت 285 کی روشنی میں]

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر محمد الیاس صاحب):

ماہِ جنوری 2024ء میں جامع مسجد، جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں محترم ڈاکٹر محمد الیاس صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنھیں انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- [توبہ کی فضیلت]
- [امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی سورۃ الحجرات کی روشنی میں]

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب):

ماہِ جنوری 2024ء میں جامع مسجد، جامع القرآن، قرآن انسٹیٹیوٹ، گلستانِ جوہر میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنھیں انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- [تواصی بالصبر]
- [شکر کی اہمیت اور حکمت]
- [فحاشی و عریانی صیہونی ہتھیار]
- [دعا کی اہمیت]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا فرماتے:

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي

لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

تکلیف کو دور کر دے، اے تمام انسانوں کے پالنے والے! شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا جو بیماری کو (ذرہ برابر باقی) نہیں چھوڑتی۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5675

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیم قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 021 – 34993436 – 7